ISSN 2393-882X
Date of Publishing : 12-6-2026, Date of Posting 15-16-6-2026

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Rs. 7/-

مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی اور مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ہند کا نقیب

پندرہ روزہ

ترجمان دہلی

جریدہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات واطوار

امام حسینؓ نے حضرت علیؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کے متعلق سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندہ جبیں، نرم خو اور مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگدل نہ تھے۔ کوئی برا کلمہ کبھی منہ سے نہ نکلا۔ عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ کوئی بات ناپسند ہوتی تو اس سے اغماض فرماتے۔ اپنے نفس سے آپ نے تین چیزیں بالکل دور کردی تھیں، (ا) بحث ومباحثہ (ب) ضرورت سے زیادہ بات کرنا (ج) جو بات مطلب کی نہ ہو، اس میں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق بھی تین ہی باتوں سے پرہیز کرتے تھے (ا) کسی کو برا نہیں کہتے تھے (ب) کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے (ج) کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا۔ آپ کلام کرتے تو صحابہؓ اس طرح سر جھکا کر اور خاموش ہوکر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ جب آپ خاموش ہوجاتے تو پھر (صحابہؓ) آپس میں بات چیت کرتے۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک ختم نہ کرلیتا آپ چپ سنا کرتے۔ لوگ جن باتوں پر ہنستے، آپ محض مسکرا دیتے۔ باہر کا کوئی آدمی یعنی اجنبی بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے تاہم اگر کوئی آپ کے احسان وانعام کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرمالیتے۔ جب تک بولنے والا چپ نہیں ہوجاتا تھا، آپ اس کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ نہایت فیاض، نہایت راست گو، نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی آپ کو دفعۃً دیکھ لیتا تو مرعوب ہوجاتا۔ لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا محبت کرنے لگتا اور کہا کرتا کہ میں نے آپ جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا بعد نہیں دیکھا۔

یہ محض عہد نبوت کے تئیس سال ہی نہیں بلکہ چند سال کے عینی مشاہدات کا بھی جامع مرقع ہے۔

(رسول رحمت: مولانا ابوالکلام آزادؒ ص ۲۷۲-۲۷۳)

درس حدیث

ہر بدعت گمراہی ہے

محمد اظہر مدنی

عن عائشة رضی اللـه تعالیٰ عنها قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (صحیح مسلم)

جو شخص اسلام میں کوئی ایسی چیز ایجاد و شامل کرے جو ہماری شریعت کا حصہ نہ ہو وہ مردود (یعنی قابل قبول) نہیں ہے۔

شریعت یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق بلا کم و کاست زندگی گزاری جائے۔ اس میں کسی طرح کا اضافہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات و نظام ہے جو ہمارے لئے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کی ضامن ہے۔ اس کے باوجود ہمارے سماج میں بدعت کا چلن اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ لوگ اصل شریعت کو چھوڑ کر اوہام اور ذہنی اختراعات پر یقین کرنے لگے ہیں ایسے لوگوں کو اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین اور واقف کرانے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ ہر بدعت انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كل بدعة ضلالة و كل ضلالة فی النار یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

اس قول رسولؐ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بدعت کتنی خطرناک ہے کہ جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ جن اعمال کا شریعت سے کوئی تعلق نہ ہو وہ انسان کی نجات اور کامیابی کا ذریعہ کیسے بن سکتے ہیں۔ جبکہ انسان کی کامیابی اور نجات کا دارومدار قرآن و حدیث کی اتباع میں ہے۔ قرآن و سنت کی واضح تعلیمات کے ہوتے ہوئے کسی کے قول پر اور اس کے نجی عمل پر چلنا صریحاً گمراہی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر خطبہ میں بدعت کی تباہ کاری سے آگاہ فرماتے تھے۔ خطبہ مسنونہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کو گمراہی کا سبب قرار دیا ہے۔

امام المحدثین امام بخاریؒ کا زمانہ ہو، یا امام مسلمؒ کا زمانہ، یا ترمذیؒ کا، امام ابو حنیفہؒ کا زمانہ ہو یا امام احمد بن حنبلؒ کا، امام شافعیؒ کا زمانہ ہو یا امام مالکؒ کا، کسی کے زمانہ میں دونوں عیدوں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ تیسری کوئی عید نہیں منائی جاتی تھی۔ اور دیگر ائمہ احادیث کے زمانہ میں محرم اور صفر کے مہینہ میں دین کے نام پر ثواب کی نیت سے کوئی مذہبی اضافی اعمال کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ جیسا کہ آج کل محرم کے مہینے میں بعض ایسے اعمال خوشی و غم کے نام پر انجام دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح سے عہد صحابہؓ میں بھی محرم اور صفر کے مہینہ میں دینی احکام کی بجا آوری کی بنیاد پر مروجہ ماتم وغیرہ کا کوئی تصور نہیں تھا بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کے متعلق عرب سماج میں نحوست اور بدشگونی کا جو چلن و رواج تھا اس کی تردید کی اور اس مہینے میں عرب معاشرہ میں جن اچھے کاموں کو کرنے کو بے برکت اور منحوس سمجھا جاتا تھا ان کو خود کر کے اور کرنے کی ترغیب دی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر وہ عمل جو اسلام میں بدعت پھیلانے کا سبب بنتا ہے اور گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس سے اسلام نے بچنے کی سخت تاکید کی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ مسنونہ میں ہر بدعت کو گمراہی قرار دیتے تھے۔ بعض جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ عید الاضحیٰ اور دیگر مواقع پر جانور کو ذبح کرتے وقت اس کو نہلاتے دھلاتے اور وضو بھی کراتے ہیں جبکہ جانور ان احکام پر عمل کے مکلّف نہیں ہیں۔ اس عمل کو عوام میں بہت اچھے اور مزین طریقے سے پیش کیا جاتا ہے تاکہ عوام کو بھی سمجھ میں آئے کہ واقعی جانور کو نہلانا چاہیے جبکہ شریعت میں اس طرح کے اعمال کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے ہم تمام مسلمانوں کو ایسے احکام پر عمل کرنا چاہیے جو کتاب و سنت سے ثابت ہو۔

مدیر مسئول
اصغرعلی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی　مولانا شہاب الدین مدنی　ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی　مولانا طہ سعید خالد مدنی　مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
مجالس کے آداب: قرآن وسنت کی روشنی میں	۶
فکری آزادی اور اس کے بعض حدود وضوابط	۱۳
خود پسندی اور اس کے برے اثرات	۱۶
ارتداد کا فتنہ، اسباب اور ہماری ذمہ داریاں	۱۸
مولانا محمد ابراہیم چکڑالوی رحمہ اللہ	۲۱
رپورٹ: مجلس عاملہ کا اہم اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر	۲۴
مرکزی جمعیت کی دینی، تعلیمی، تنظیمی اور رفاہی سرگرمیاں قابل ستائش	۲۹
جماعتی خبریں	۳۰
اپیل	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ______ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ______ ۷/روپے
پاکستان ______ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغرعلی امام مہدی سلفی

مثالی مملکت سعودی عرب کے بے مثال کارنامے
حج 1447ھ/2026ء کے تناظر میں

حمد وثنا اس ذاتِ پاک کے لیے سزاوار ہے جس نے بیت اللہ شریف، خانۂ کعبہ کو روئے زمین کا سب سے مقدس مقام بنایا، اسے مرکزِ توحید، قبلۂ اہلِ ایمان اور دلوں کی دھڑکن قرار دیا، پھر اپنے خاص فضل وکرم سے ایسے خوش نصیب بندوں کو اس کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی جنہیں اس عظیم امانت کی نگہبانی اور اس کے زائرین کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایت ہے کہ اس نے مملکتِ سعودی عرب کو حرمین شریفین کی خدمت کے لیے منتخب فرمایا اور اس کے فرمانرواؤں کو یہ سعادت بخشی کہ وہ اپنے لیے بادشاہت اور اقتدار کے تمام القاب سے بڑھ کر ''خادم الحرمین الشریفین'' کا لقب پسند کریں۔ یہی وہ امتیاز ہے جس نے اس مملکت کو عالمِ اسلام میں ایک منفرد مقام عطا کیا ہے اور یہی وہ خدمت ہے جس کے باعث دنیا بھر کے مسلمان ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں، ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کی کامیابی وسربلندی کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دستِ دعا بلند کرتے ہیں۔

یوں تو مملکتِ سعودی عرب دینِ اسلام کی خدمت، دعوت وارشاد، تعلیم و تربیت، رفاہی منصوبوں، انسانی امداد، اغاثی سرگرمیوں، امن واستحکام اور عالمی سطح پر خیر خواہی کے بے شمار کارناموں کے لیے معروف ہے، لیکن حجاجِ بیت اللہ اور زائرینِ حرمین شریفین کی خدمت کے باب میں جو امتیاز اسے حاصل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر سال لاکھوں بلکہ بعض اوقات کروڑوں انسان دنیا کے مختلف گوشوں سے اس مقدس سرزمین کا رخ کرتے ہیں اور ان سب کے لیے رہائش، خوراک، پانی، نقل وحمل، صحت، سلامتی اور عبادت کے سازگار ماحول کا انتظام کرنا ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کا تصور بھی عام انسانی عقل کے لیے آسان نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق، اخلاصِ نیت اور مسلسل منصوبہ بندی کے

نتیجے میں مملکتِ سعودی عرب اس فریضے کو جس حسن وخوبی اور کامیابی کے ساتھ انجام دیتی ہے وہ بجا طور پر قابلِ ستائش ہے۔

امسال حج 1447ھ/ 2026ء کے موقع پر مملکت نے جن غیر معمولی انتظامات، جدید سہولیات اور نئی ایجادات کا مظاہرہ کیا، اس نے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ حج 2026ء انتظامی مہارت، تکنیکی ترقی، انسانی خدمت اور دینی جذبے کا ایک ایسا حسین امتزاج تھا جس کی مثال عصرِ حاضر میں مشکل سے مل سکتی ہے۔ مملکت کے ذمہ داران بار ہا یہ بات دہراتے رہے ہیں کہ جس دن ایک حج ختم ہوتا ہے اسی دن سے اگلے حج کی تیاری شروع ہوجاتی ہے۔ وزارتِ حج وعمرہ، وزارتِ داخلہ، وزارتِ صحت، وزارت برائے دینی امور، حرمین شریفین کے انتظامی ادارے، سکیورٹی فورسز، بلدیاتی محکمے، مواصلاتی ادارے، انجینئرنگ شعبے اور ہزاروں ماہرین سال بھر اسی فکر میں مصروف رہتے ہیں کہ اگلے سال حج کو مزید بہتر، محفوظ، آرام دہ اور مثالی بنایا جائے۔ گویا ان کی سوچ، ان کی منصوبہ بندی اور ان کی شبانہ روز محنت کا محور ومرکز صرف یہی ہوتا ہے کہ مہمانانِ رحمان کو کس طرح زیادہ سے زیادہ سہولت، راحت اور اطمینان فراہم کیا جائے۔

اس سال حج کے انتظامات میں جدید ٹیکنالوجی کو جس انداز سے بروئے کار لایا گیا وہ قابلِ توجہ اور قابلِ تقلید ہے۔ مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence)، اسمارٹ نگرانی، جدید ڈیجیٹل نظام، ہجوم کے خودکار تجزیاتی پروگرام، ہزاروں جدید کیمروں اور سینسرز پر مشتمل نگرانی کے نظام، بائیومیٹرک شناختی سہولیات اور نسک کارڈ کے جامع استعمال نے انتظامی امور کو نئی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ حجاج کی نقل وحرکت، ان کی رہنمائی، ہجوم کے دباؤ کی نگرانی اور ہنگامی حالات میں فوری کارروائی کے لیے ایسے جدید ذرائع استعمال کیے گئے جنھوں نے حج کے انتظامی معیار کو مزید مستحکم اور مؤثر بنا دیا۔

نسک کارڈ نے اس سال بھی مرکزی کردار ادا کیا۔ اس کارڈ کے ذریعے ہر حاجی کی شناخت، رہائش، آمد ورفت، طبی معلومات اور مختلف خدمات تک رسائی کو آسان بنایا گیا۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف حجاج کو سہولت حاصل ہوئی بلکہ انتظامیہ کو بھی لاکھوں افراد کے نظم ونسق میں غیر معمولی مدد ملی۔ اسی طرح مختلف زبانوں میں رہنمائی فراہم کرنے کے لیے جدید ڈیجیٹل سہولتیں مہیا کی گئیں تاکہ دنیا کے ہر خطے سے آنے والا حاجی آسانی کے ساتھ اپنی ضروری معلومات حاصل کر سکے۔

حج 2026ء شدید گرمی کے موسم میں ادا کیا گیا، لیکن مملکت نے حجاج کو گرمی کی شدت سے بچانے کے لیے جو اقدامات کیے وہ واقعی قابلِ تحسین ہیں۔ مشاعرِ مقدسہ، منیٰ، عرفات اور جمرات کے اطراف وسیع سایہ دار مقامات، جدید ٹھنڈک فراہم کرنے والے نظام، پانی کی پھوار چھوڑنے والے آلات، مسلسل ٹھنڈے پانی کی فراہمی، ہزاروں اضافی واٹر پوائنٹس، اور پیدل چلنے والوں کے لیے آرام دہ راستوں کا انتظام کیا گیا۔ جگہ جگہ ٹھنڈے پانی کی سبیلیں، آرام گاہیں اور طبی مراکز قائم کیے گئے تاکہ کوئی حاجی گرمی کی شدت سے متاثر نہ ہو۔ اس سال بعض مقامات پر جدید تکنیکی ذرائع کے ذریعے ماحول کو معتدل بنانے کی کوششوں نے بھی لوگوں کو حیران کیا اور حجاج نے ان سہولتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

سعودی سکیورٹی اہلکاروں، فوجیوں، رضا کاروں، طبی عملے اور خدمت گزاروں کا کردار ہمیشہ کی طرح قابلِ رشک رہا۔ سخت دھوپ، شدید گرمی اور مسلسل ڈیوٹی کے باوجود وہ حجاج کی خدمت میں مصروف رہے۔ کئی مقامات پر یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ اہلکار خود گرمی کی شدت برداشت کرتے رہے لیکن حجاج کو پانی فراہم کرنے، ان کی رہنمائی کرنے اور ان کی حفاظت کو یقینی بنانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی یہ خدمت صرف ایک سرکاری ذمہ داری نہیں بلکہ ایک دینی جذبہ اور روحانی فریضہ محسوس ہوتی ہے۔

طبی میدان میں بھی اس سال غیر معمولی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ جدید اسپتالوں، موبائل کلینکس، ایمبولینس سروسز، فضائی طبی امداد، روبوٹک سہولیات اور جدید تشخیصی نظاموں کے ذریعے لاکھوں حجاج کو فوری اور معیاری طبی خدمات فراہم کی گئیں۔ ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لیے خصوصی مراکز قائم کیے گئے اور ماہر ڈاکٹروں کی بڑی تعداد ہر وقت مستعد رہی۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے

بڑے اجتماع کے باوجود طبی خدمات کا نظام انتہائی مؤثر انداز میں کام کرتا رہا۔

نقل وحمل کے شعبے میں بھی حیرت انگیز انتظامات دیکھنے میں آئے۔

حرمین ٹرین، مشاعر ٹرین، جدید بسوں کے وسیع نیٹ ورک، اسمارٹ ٹریفک نظام اور ہزاروں اہلکاروں کی مسلسل نگرانی نے لاکھوں حجاج کی آمد ورفت کو منظم رکھا۔ محدود وقت اور محدود جگہ میں لاکھوں انسانوں کی مسلسل نقل وحرکت کو اس نظم وضبط کے ساتھ برقرار رکھنا بلاشبہ ایک عظیم انتظامی کارنامہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان غیر جانب داری کے ساتھ حج 2026 کے انتظامات کا جائزہ لے تو وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ یہ صرف وسائل کا کمال نہیں بلکہ عزم، اخلاص، مسلسل منصوبہ بندی اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق کا نتیجہ ہے۔ اس وادیٔ غیر ذی زرع میں جہاں کبھی پانی اور بنیادی ضروریات کا تصور بھی دشوار تھا، آج دنیا بھر سے آنے والے لاکھوں انسانوں کے لیے اعلیٰ ترین معیار کی سہولیات فراہم کرنا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور زبان بے اختیار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگتی ہے۔

سچ کہا گیا ہے:

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں

اللہ تعالیٰ مملکتِ سعودی عرب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، اس کے حکمرانوں، خادم الحرمین الشریفین، ولی عہد امین، علماء، ذمہ داران، سکیورٹی اہلکاروں، ڈاکٹروں، انجینئروں، رضاکاروں اور تمام خدمت گزاروں کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید اخلاص، توفیق، حکمت اور خدمتِ دین کی قوت عطا فرمائے۔ حرمین شریفین کی حفاظت وخدمت کا یہ مبارک سلسلہ قیامت تک جاری رکھے، اس مملکت کو ہر قسم کے شر، فتنہ، حسد، سازش اور دشمنی سے محفوظ رکھے، اور اسے عالمِ اسلام کے لیے امن، اخوت، استحکام اور خیر کا مرکز بنائے رکھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے اثرات کو ہمیشہ قائم رکھے کہ لوگوں کے دل اس سرزمین کی طرف کھنچے چلے آئیں، اور یہ مبارک خطہ ہمیشہ ایمان، محبت، امن اور خدمتِ اسلام کا روشن مینار بنا رہے۔

آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹرہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’’جریدہ ترجمان‘‘ (اُردو)، ماہنامہ ’’اصلاح سماج‘‘ (ہندی)، نیز ماہنامہ ’’دی سمپل ٹروتھ‘‘ (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مجالس کے آداب: قرآن وسنت کی روشنی میں

ابوعدنان سعید الرحمٰن نور العین سنابلی

انسان فطرتاً ایک معاشرتی مخلوق ہے۔ وہ تنہا زندگی گزارنے کے بجائے دوسروں کے ساتھ رہتا، ملتا جلتا، خیالات کا تبادلہ کرتا اور مختلف مواقع پر مجالس ومحافل کا حصہ بنتا ہے۔ خاندان، مسجد، مدرسہ، بازار، دعوت، تقریب، علمی نشست اور دوستانہ ملاقات، یہ سب انسانی زندگی کی وہ صورتیں ہیں جہاں انسان کا دوسروں سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ انھی تعلقات کے ذریعے محبتیں پروان چڑھتی ہیں، علم منتقل ہوتا ہے، تجربات کا تبادلہ ہوتا ہے اور معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ چنانچہ مجلس انسانی زندگی کا ایک لازمی اور اہم حصہ ہے۔

اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس لیے اس نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کے لیے واضح رہنمائی عطا کی ہے۔ جس دین نے کھانے، پینے، سونے، جاگنے، چلنے پھرنے اور گفتگو کرنے کے آداب سکھائے ہوں، وہ مجالس ومحافل کے آداب سے کیسے غافل رہ سکتا تھا؟ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ میں مجالس کے بارے میں نہایت جامع اور حکیمانہ ہدایات ملتی ہیں، جو انسان کو صرف ظاہری تہذیب ہی نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق، حسنِ معاشرت، احترامِ انسانیت اور پاکیزگیِ قلب کی تعلیم دیتی ہیں۔

اسلام کی نظر میں مجلس محض چند افراد کے جمع ہونے کا نام نہیں، بلکہ یہ تربیت، اصلاح، خیرخواہی، محبت، اخوت اور ذکرِ الٰہی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ایک مجلس انسان کے درجات بلند کرنے کا سبب بھی بن سکتی ہے اور اس کی غفلت ومحرومی کا ذریعہ بھی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے مجلس میں بیٹھنے، گفتگو کرنے، دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے، سلام کرنے، ذکرِ الٰہی سے محفلوں کو آباد رکھنے، دوسروں کو تکلیف سے بچانے، حسنِ صحبت اختیار کرنے اور بے شمار دیگر آداب کی تعلیم دی ہے، تاکہ انسانی تعلقات احترام، خیرخواہی اور حسنِ اخلاق کی بنیاد پر استوار رہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ہماری بہت سی مجالس ان نبوی تعلیمات سے دور ہوتی جا رہی ہیں۔ گفتگو میں بے صبری، دوسروں کی بات کاٹ دینا، غیبت اور فضول گوئی، راستوں میں بے جا بیٹھکیں، دوسروں کے احساسات کو نظر انداز کرنا، اور مجلس کے حقوق کی عدم رعایت جیسے امور عام ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دوبارہ قرآن وسنت کی ان روشن تعلیمات کی طرف رجوع کریں جو ہماری مجالس کو خیر، برکت، وقار اور باہمی محبت کا گہوارہ بنا سکتی ہیں۔

زیرِ نظر مضمون مجالس کے آداب: قرآن وسنت کی روشنی میں مجلس کے ان اہم آداب واخلاق کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس میں ذکرِ الٰہی سے مجالس کو آباد رکھنے، صالح صحبت اختیار کرنے، دوسروں کے حقوق کی رعایت، گفتگو کے آداب، نشست وبرخاست کے اصول، سلام، دعا، حسنِ معاشرت اور دیگر متعلقہ مسائل کو احادیثِ نبویہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس معمولی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے ہمارے لیے اور تمام قارئین کے لیے نفع بخش بنائے، اور ہمیں ان نبوی آداب کو اپنی زندگی اور اپنی مجالس میں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ ہماری محفلیں ذکر وخیر سے آباد ہوں، ہمارے تعلقات محبت واخوت سے مضبوط ہوں، اور ہمارا معاشرہ اسلامی اخلاق وتہذیب کا عملی نمونہ بن سکے۔

مجالس کو ذکر الٰہی سے آباد رکھنا چاہئے:

اسلام میں ہر نشست وبرخاست کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے، کیونکہ ذکرِ الٰہی ایک مسلمان کے لیے روحانی غذا کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب انسان کی روح کو یہ غذا مسلسل ملتی رہے تو یہ اس کے لیے خیر، برکت اور فائدے کا باعث بنتی ہے۔ اس کے برعکس ایسی مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو، بروزِ قیامت حسرت اور ندامت کا سبب بن سکتی ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ما مِن قومٍ جلسوا مَجلِسًا لم يَذكُروا اللهَ فيه؛ إلّا راَوْه حسرةً يومَ القيامةِ" یعنی جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں تو وہ قیامت کے دن اس مجلس کو اپنے لیے باعثِ حسرت پائیں گے۔" (مسند احمد: 7093، شیخ شعیب ارناؤوط نے مسند احمد کی تخریج میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس حدیث میں آپ نے دیکھا کہ مجالس کو ذکرِ الٰہی سے آباد رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی فرمائی گئی ہے کہ اگر مجالس اللہ کے ذکر سے خالی رہیں تو قیامت کے دن وہی مجالس حسرت اور ندامت کا سبب بن جائیں گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مجالس کے بارے میں احادیث میں کچھ مخصوص اذکار بھی بیان ہوئے ہیں یا پھر صرف عمومی طور پر توبہ واستغفار اور ذکرِ الٰہی ہی کے ذریعے اپنی محفلوں کو آباد رکھنا کافی ہے؟

اس سلسلے میں جب ہم احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے

کہ شریعت نے نہ صرف عمومی ذکر کی ترغیب دی ہے بلکہ بعض مخصوص اذکار بھی بیان فرمائے ہیں، جن کے فضائل اور برکات کی خوشخبری بھی دی گئی ہے۔ انہی میں سے چند اہم اذکار درج ذیل ہیں:

☆ **تلاوتِ کلامِ پاک**: تلاوتِ کلامِ پاک سب سے افضل ذکر ہے، جو دلوں اور روحوں کو تازگی بخشتا ہے۔ اس کی برکت سے پژمردہ روحیں بھی نئی زندگی اور توانائی حاصل کرتی ہیں، اور انسان کے اندر مسلسل جدوجہد اور عمل کی طلب بیدار ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم وہ عظیم ذکر ہے جو نہ صرف ہدایت عطا کرتا ہے بلکہ دل میں رغبت و محبت بھی پیدا کرتا ہے۔ جب انسان اس سے اپنا تعلق مضبوط کر لیتا ہے تو اس کی روحانیت پروان چڑھتی ہے اور زندگی نورِ ہدایت سے منور ہو جاتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اسے پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں فرماتا ہے۔ اور جسے اس کا عمل پیچھے رکھ دے تو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (صحیح مسلم: 2699)

☆ **استغفار**: توبہ و استغفار اور انابت و رجوع الی اللہ وہ خوبصورت اور بامعنی اصطلاحات ہیں جن میں بندہ اپنے رب کے حضور اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتا ہے، اپنی خطاؤں پر ندامت کے آنسو بہاتا ہے اور عاجزی و انکساری کے ساتھ مغفرت و بخشش کی درخواست پیش کرتا ہے۔ جو انسان اس کیفیت کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبہ اور عظیم مقام حاصل کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی مبارک سیرت بھی اسی جذبۂ استغفار سے معمور تھی۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ زبانِ مبارک پر کثرت سے استغفار جاری رہتا، حتیٰ کہ مجالس میں بھی یہ مبارک کلمات مسلسل ادا فرماتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک ہی مجلس میں، مجلس سے اٹھنے سے پہلے، سو مرتبہ یہ دعا پڑھتے ہوئے شمار کرتے تھے: ''رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (الغفور)'' یعنی اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (سنن ابوداود: 1516، سنن ترمذی: 3434، سنن ابن ماجہ: 3814، شیخ البانیؒ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

☆ **مجالس کو تسبیح، تحمید، تمجید اور دعا کے نور سے آباد رکھنا**: بے شک اہلِ ایمان کی مجلسوں کی ایک نمایاں شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے ذکر سے کبھی خالی نہیں رہتیں۔ ان محفلوں سے ذکرِ الٰہی کی ایسی پاکیزہ خوشبوئیں اور روحانی کیفیات پھیلتی ہیں جو نہ صرف فضا کو معطر کر دیتی ہیں بلکہ ہر شریکِ مجلس کے دل و دماغ کو بھی منور اور تازہ کر دیتی ہیں، اور اسے خیر و برکت سے حصہ دار بنا دیتی ہیں۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ ایسی بابرکت مجالس میں آپ ﷺ مسلسل اللہ کی تسبیح، تحمید اور تمجید فرماتے رہتے، اور ساتھ ہی جنت کا سوال کرتے اور جہنم سے پناہ مانگتے رہتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں گھومتے رہتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی قوم کو پاتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہی ہو تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ، تمہاری ضرورت یہاں ہے۔ پھر وہ اپنے پروں سے انہیں آسمانِ دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ ان سے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے، پوچھتا ہے: میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تیری تسبیح، تکبیر، تحمید اور تمجید کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: نہیں، اے ہمارے رب! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی عبادت اور زیادہ شدید ہوتی، اور وہ میری زیادہ تمجید و تحمید اور تسبیح کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگ رہے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: وہ تجھ سے جنت کا سوال کر رہے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: نہیں، اے رب! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کی طلب اور زیادہ بڑھ جاتی، اور ان کی رغبت اور زیادہ شدید ہو جاتی۔ پھر اللہ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: جہنم سے۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: نہیں، اے رب! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے اور زیادہ بھاگتے اور اور زیادہ ڈرتے۔ پھر اللہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ان میں فلاں شخص بھی ہے، جو ان میں سے نہیں تھا بلکہ کسی کام سے آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے: یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔ (صحیح بخاری: 6045، صحیح مسلم: 2689)

اچھی مجلس اور صالح ہم نشین کا انتخاب:

یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ 'صحبت صالح ترا صالح کند و صحبت طالح ترا طالح کند' یعنی نیک صحبت انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے، جبکہ بری صحبت انسان کے اخلاق و کردار کو متاثر کر دیتی ہے۔

انسان کے اخلاق، عادات اور رویے پر اس کی صحبت کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے

اور بری صحبت سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

لہٰذا جب بھی کوئی مجلس یا محفل قائم ہو تو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ہم ایسی صحبت اختیار کریں جو دین و اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہو، کیونکہ بری صحبت انسان کی شخصیت کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی بدنامی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال خوشبو رکھنے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی طرح ہے۔ خوشبو والا یا تو تمہیں کچھ خوشبو دے دے گا، یا تم اس سے خرید لو گے، یا کم از کم اس کی خوشبو تمہیں ضرور ملے گی۔ اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا، یا تمہیں اس کی بدبو ضرور پہنچے گی۔ (صحیح بخاری: 5534، صحیح مسلم: 2628)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بھی کسی شخص کو حاکم بنایا جاتا ہے تو اس کے دو طرح کے قریبی مشیر ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اسے بھلائی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور اس پر ابھارتے ہیں، اور دوسرے وہ جو اسے برائی کی طرف بلاتے ہیں اور اس پر اکساتے ہیں۔ اور محفوظ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (صحیح بخاری: 6611)

حریث بن قبیصہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے دعا کی: ”اے اللہ! مجھے ایک نیک ہم نشین عطا فرما۔“ پھر مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ میں نے ان سے عرض کیا: میں نے اللہ سے نیک ہم نشین کی دعا کی تھی، اللہ نے آپ کو میرے لیے ذریعہ بنا دیا ہے، اس لیے مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، شاید اللہ مجھے اس سے فائدہ دے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بندے کے اعمال میں سب سے پہلے قیامت کے دن اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا، اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام اور نامراد ہوگا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر فرض نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو میرے بندے کے پاس کوئی نفل نماز ہے؟ پھر نفل نماز کے ذریعے اس کے فرض کی کمی پوری کر دی جائے گی، اور اسی طرح باقی اعمال کا حساب بھی ہوگا۔“ (سنن ترمذی: 413، سنن نسائی: 466، شیخ البانی نے صحیح نسائی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ان احادیث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان کی اصل پہچان اس کی صحبت سے بنتی ہے۔ آدمی کے اخلاق، اس کی عادتیں اور اس کا ذوق و مزاج زیادہ تر اسی ماحول اور ہم نشینوں کا عکس ہوتے ہیں جن کے درمیان وہ رہتا ہے۔ نیک صحبت انسان کے اندر خیر، سنجیدگی اور اصلاح پیدا کرتی ہے، جبکہ بری صحبت آہستہ آہستہ اس کے کردار کو کمزور کر دیتی ہے، چاہے وہ ظاہراً کتنا ہی اچھا کیوں نہ دکھائی دے۔

اسی لیے اگر کوئی شخص برے ماحول کو اپنا کر بھی پاکیزگی اور اصلاح کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ عملاً کمزور اور بے وزن محسوس ہوتا ہے، کیونکہ انسان کی حقیقت اس کے اعمال اور اس کے حلقۂ احباب سے ظاہر ہوتی ہے، صرف دعووں سے نہیں۔

اس وجہ سے انسان کو برے لوگوں کی صحبت، ان کی ہم نشینی اور بری مجلسوں سے حتی المقدور دور رہنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور اپنی محفلوں اور مجلسوں کو اشرار اور بدکردار لوگوں سے پاک رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے سے بچنا:

مجلسوں کی ایک اہم اخلاقی تعلیم یہ ہے کہ جو شخص پہلے آکر کسی جگہ بیٹھ جائے، وہ اسی جگہ کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں بیٹھ جانا ادب، اخلاق اور مجلس کے احترام کے خلاف ہے۔

اسلام نے مجلس کے نظم، احترام اور دوسروں کے حقوق کا خاص خیال رکھنے کی تعلیم دی ہے، اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دوسروں کی جگہ اور ان کے حق کا احترام کرے۔ اس طرح مجلسوں میں وقار، محبت اور باہمی احترام قائم رہتا ہے اور بدگمانی یا دل آزاری کا سبب نہیں بنتا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کسی آدمی کو اس کی مجلس سے اٹھایا جائے تاکہ اس کی جگہ کوئی اور بیٹھ جائے، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کرو اور وسعت پیدا کرو۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور دوسرا آ کر اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ (صحیح بخاری: 6270، صحیح مسلم: 2177)

اس روایت سے مجلس کے احترام اور باہمی ادب کا ایک نہایت اہم اصول واضح ہوتا ہے۔ اسلام صرف عبادات ہی نہیں بلکہ معاشرتی آداب میں بھی نہایت لطیف اور متوازن تعلیم دیتا ہے۔

مجلس کا حسن اسی میں ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے کے حق کا لحاظ رکھے، وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرے اور کسی کی دل آزاری یا بے ادبی کا سبب نہ بنے۔ جب ان آداب کو اپنایا جائے تو محفلیں سکون، محبت اور باہمی احترام کا گہوارہ بن جاتی ہیں۔

مجلس میں اپنی جگہ چھوڑ کر جانے کے بعد واپسی پر اسی جگہ کا حق محفوظ رہنا:

مجالس کے آداب میں ایک نہایت اہم اصول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مجلس میں بیٹھنے کے بعد کسی ضرورت کے تحت اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے، اور پھر واپس آ جائے تو وہی اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”إذا قامَ أحدُكم مِن مَجلِسِه، ثُمَّ رَجَعَ إليه، فهو أحَقُّ به“ یعنی جب تم

میں سے کوئی شخص اپنی مجلس سے اٹھے اور پھر واپس آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔(صحیح مسلم:2179)

اس تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کا احترام صرف بیٹھنے تک محدود نہیں بلکہ اس میں حقوق کی حفاظت اور باہمی ادب بھی شامل ہے۔اس لیے مناسب یہ ہے کہ واپس آنے والے کے لیے اس کی جگہ محفوظ رکھی جائے تاکہ مجلس میں نظم، حسنِ اخلاق اور باہمی احترام برقرار رہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے فرمان ''جو شخص اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر واپس آئے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے'' کی روشنی میں فقہائے کرام نے وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد یا کسی اور جگہ نماز یا کسی ضرورت کے لیے بیٹھا ہو، پھر وضو یا کسی مختصر کام کے لیے وہاں سے اٹھے اور دوبارہ واپس آئے تو اس کا اسی جگہ پر حق باقی رہتا ہے۔اگر اس دوران کوئی اور شخص وہاں بیٹھ جائے تو اس کے لیے بہتر بلکہ لازم ہے کہ وہ جگہ خالی کر دے، کیونکہ پہلا شخص اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔اہلِ علم کے نزدیک یہ حکم زیادہ صحیح قول کے مطابق واجب ہے، یعنی واپس آنے والے کا حق مقدم ہے۔بعض علمائے کرام نے اسے مستحب کہا ہے، لیکن پہلا قول زیادہ درست ہے۔اس میں یہ فرق نہیں کہ وہاں کوئی چیز (جیسے مصلی یا چادر وغیرہ) چھوڑ کر گیا ہو یا نہ چھوڑ کر گیا ہو، ہر حال میں اس کی جگہ محفوظ رہتی ہے۔البتہ یہ حق اسی مجلس یا اسی نماز کے لیے مخصوص ہوتا ہے، عام یا مستقل حق نہیں ہوتا۔(شرح مسلم للامام النووی ج14،ص:334)

مجلس میں دوسروں کو اذیت سے بچانے کی اسلامی تعلیم:

اسلام ایک مکمل دین ہے جو نہ صرف عبادات بلکہ معاشرتی زندگی کے ہر پہلو میں حسنِ اخلاق اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت سکھاتا ہے۔مجالس، مساجد اور بازاروں میں خاص طور پر اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے دوسروں کے لیے تکلیف یا خطرہ کا باعث نہ بنے۔اسی اصول کے تحت شریعت نے ایذا رسانی سے سختی سے منع فرمایا ہے اور مکمل احتیاط کا حکم دیا ہے۔جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں تیر لیے ہوئے گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اس کی نوک کو پکڑ لو (یعنی اسے احتیاط سے لے کر چلو)۔''(صحیح بخاری:7073،صحیح مسلم:2614)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد یا بازار سے گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی نوک کو پکڑے رکھے۔'' آپ ﷺ نے اس بات کی بار بار تاکید فرمائی تاکہ کسی کو معمولی سی بھی تکلیف نہ پہنچے۔ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے اس حکم پر اس حد تک عمل کیا کہ بعد میں ہم ایک دوسرے کے سامنے بھی تیروں کی نوکیں پوری طرح محفوظ رکھ کر گزرتے تھے۔(صحیح مسلم:2615)

آمد و رفت کے موقع پر سلام:

اسلام نے ملاقات اور رخصت دونوں مواقع کو محبت، احترام اور سلامتی کے پیغام سے جوڑ دیا ہے، تاکہ انسانی تعلقات میں خوشگواری اور خیر خواہی قائم رہے۔یہی خوبصورت طریقہ جب مجلس میں آنے اور وہاں سے جانے کے وقت اختیار کیا جائے تو پورا ماحول ادب، سکون اور باہمی احترام سے بھر جاتا ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے، پھر اگر اس کا دل بیٹھنے کو چاہے تو بیٹھ جائے۔پھر جب وہ وہاں سے اٹھے تو بھی سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔(سنن ابوداود:5208،سنن ترمذی:2706، شیخ البانی نے صحیح ابوداود میں اسے حسن قرار دیا ہے۔)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ملاقات اور رخصت دونوں یکساں طور پر ادب اور سلام کے مستحق ہیں۔سلام صرف آغاز کا نہیں بلکہ رخصتی کا بھی حسن ہے، جو تعلقات میں نرمی، محبت اور احترام کو برقرار رکھتا ہے۔یہی وہ خوبصورت اسلامی تہذیب ہے جو ہر آمد و رفت کو دعا اور خیر کے کلمات سے مزین کر دیتی ہے۔

مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھنے کا ادب:

اسلام نے مجالس کے حوالے سے جو خوبصورت آداب سکھائے ہیں، ان میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ آدمی مجلس میں آئے تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے، اور دوسروں کی جگہ یا حق میں مداخلت نہ کرے۔اس سے مجلس میں تواضع، نظم اور باہمی احترام قائم رہتا ہے اور محفل کا وقار برقرار رہتا ہے۔جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:''كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي''،یعنی ہم جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے ہر شخص جہاں مجلس ختم ہو جاتی وہیں بیٹھ جاتا تھا۔(سنن ابوداود: 4825، سنن ترمذی:2725، شیخ البانی نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

مجلس کا حسن اسی میں ہے کہ ہر شخص اپنے حق سے زیادہ دوسروں کے حق کا خیال رکھے۔جب یہ ادب اپنایا جائے تو محفلیں خود بخود وقار، محبت اور باہمی احترام کا نمونہ بن جاتی ہیں۔

دو افراد کے درمیان تفریق سے بچا جائے:

مجالس کے تعلق سے ایک اہم اور بنیادی ادب یہ ہے کہ اگر دو افراد پہلے سے کسی مجلس میں ساتھ بیٹھے ہوں تو ان کے درمیان بلا اجازت جگہ بنا کر بیٹھنا مناسب نہیں، کیونکہ اس سے ان کے باہمی تعلق اور راحت میں خلل پڑ سکتا ہے۔عبداللہ بن

عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’لا یحلُّ للرَّجلِ أن یفرِّقَ بینَ اثنینِ إلَّا بإذنِھما ‘‘یعنی کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دو افراد کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر تفریق کرے (یعنی ان کے درمیان بیٹھ جائے)۔(سنن ابوداود:4845، سنن ترمذی:2752، شیخ البانیؒ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔)

اس ہدایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اجتماعی تعلقات کی حرمت اور لوگوں کے ذاتی حدود کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔دو افراد کے درمیان بلاضرورت یا بلا اجازت جگہ بنانا ان کے انس و محبت میں خلل ڈال سکتا ہے، اس لیے شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔

مجلس کے اختتام پر کفّارۂ مجلس کی دعا:

اسلام نے مجالس کے آداب کے ساتھ ساتھ ان کی تکمیل کے لیے ایک نہایت خوبصورت دعا بھی سکھائی ہے، تاکہ اگر مجلس میں کسی قسم کی لغزش یا بے احتیاطی ہو گئی ہو تو اس کی معافی کا ذریعہ بن جائے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں کچھ بے فائدہ گفتگو ہو جائے، پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے: ’’سبحانک اللھم وبحمدک، اشھد ان لا الہ الا انت، استغفرک و اتوب الیک ‘‘تو اس کے اس مجلس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(سنن ترمذی:3433، شیخ البانیؒ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ بہت کم ایسا کرتے کہ کسی مجلس سے اٹھتے مگر یہ دعا اپنے صحابہ کرامؓ کے لیے ضرور فرماتے: ’’اللَّھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا یَحُولُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیکَ، وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہِ جَنَّتَکَ، وَمِنَ الیَقِینِ مَا تُھَوِّنُ بِہِ عَلَیْنَا مُصِیبَاتِ الدُّنْیَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْیَیْتَنَا، وَاجْعَلْہُ الوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِیبَتَنَا فِی دِینِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا أَكْبَرَ ھَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَرْحَمُنَا ‘‘یعنی اے اللہ! ہمیں اپنے خوف کا وہ حصہ عطا فرما جو ہمیں تیری نافرمانیوں سے روک دے، اور اپنی اطاعت کا وہ حصہ دے جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے، اور ایسا یقین عطا فرما جس سے دنیا کی مصیبتیں ہمارے لیے آسان ہو جائیں۔اے اللہ! جب تک ہمیں زندہ رکھے ہماری سماعت، بصارت اور قوت سے ہمیں فائدہ پہنچا، اور اسے ہمارے لیے باقی رہنے والا بنا دے۔اور ہمارا بدلہ ان سے لے جو ہم پر ظلم کریں، اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما جو ہم سے دشمنی کریں۔اور ہمارے دین میں ہمیں مصیبت میں نہ ڈال، اور دنیا کو ہمارا سب سے بڑا غم نہ بنا، اور نہ ہی ہمارے علم کی آخری حد بنا۔اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کریں۔(سنن ترمذی:3502، شیخ البانیؒ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ان دونوں دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے مجالس کے آغاز سے لے کر اختتام تک انسان کی روحانی تربیت کا پورا نظام عطا کیا ہے۔ایک طرف کفّارۂ مجلس کی دعا ہے جو لغزشوں کی معافی کا ذریعہ بنتی ہے، اور دوسری طرف جامع دعائیں ہیں جو انسان کے دل کو خشیت، یقین اور اصلاحِ حال سے بھر دیتی ہیں۔یوں ہر مجلس محض ایک نشست نہیں رہتی بلکہ ذکر، دعا اور خود احتسابی کا ایک بابرکت ذریعہ بن جاتی ہے۔

سایہ اور دھوپ کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت:

اسلام نے زندگی کے ہر پہلو میں اعتدال اور سہولت کی تعلیم دی ہے۔اسی ضمن میں یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ آدمی ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں اس کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ سایہ میں ہو۔بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ’’نَھَى أن یُقعَدَ بینَ الظِّلِّ والشَّمسِ ‘‘یعنی نبی کریم ﷺ نے دھوپ اور سایہ کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔(سنن ابن ماجہ: 3722، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسانی آرام اور فطری توازن کا بھی خیال رکھتا ہے۔ایسی نشست بسا اوقات بے سکونی یا تکلیف کا باعث بن سکتی ہے، اس لیے اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

مجلس میں اونگھ آنے پر جگہ بدلنے کی ہدایت:

مجلس یا عبادت کے دوران انسان کو اپنی کیفیت اور توجہ کا خاص خیال رکھنا چاہیے، تاکہ دل کی یکسوئی اور حاضری برقرار رہے اور غفلت پیدا نہ ہو۔اسلام نے اسی اصول کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر کسی مجلس یا عبادت کے دوران اونگھ آنے لگے تو انسان اپنی جگہ تبدیل کر لے، تاکہ تازگی اور بیداری پیدا ہو اور توجہ دوبارہ قائم ہو جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ’’إذا نعَسَ أحدُكم یومَ الجمعةِ فلْیتحوَّلْ عن مجلِسه ذلکَ‘‘ یعنی جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن مسجد میں اونگھ آنے لگے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کسی اور جگہ چلا جائے۔(سنن ابوداود:1119، سنن ترمذی:526، شیخ البانیؒ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

یہ حدیث اگرچہ جمعہ اور مسجد کے بارے میں ہے، لیکن اس کا اصول عام ہے۔اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ جہاں بھی دینی مجلس، وعظ و نصیحت یا ذکر کی محفل ہو، وہاں انسان اپنی کیفیت اور توجہ کا خیال رکھے۔اگر غنودگی یا بے دھیانی محسوس ہو تو جگہ تبدیل کر لینا بہتر ہے، تاکہ دل بیدار رہے اور استفادہ بہتر طور پر حاصل ہو سکے۔

دوسروں کی باتیں چوری سے سننے کی ممانعت:

اسلام نے انسانی معاشرت میں حیا، احترام اور پرائیویسی کا نہایت اہتمام کیا ہے، اسی لیے دوسروں کی باتیں چھپ کر سننے سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر مجلس میں دو افراد آپس میں سرگوشی کر رہے ہوں تو تیسرے شخص کے لیے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ ان کی باتوں کو سننے یا جاننے کی کوشش کرے، کیونکہ یہ اعتماد اور باہمی احترام کے خلاف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جھوٹا خواب گھڑے گا (جو اس نے دیکھا ہی نہیں)، اسے قیامت کے دن دو جو کے دانوں کو آپس میں جوڑنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ہرگز نہ جوڑ سکے گا۔ اور جو لوگوں کی باتیں اس حالت میں سنے کہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں یا اس سے بھاگ رہے ہوں، تو قیامت کے دن اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ اور جو کسی کی تصویر بنائے گا، اسے عذاب دیا جائے گا اور اسے حکم دیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے، حالانکہ وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ (صحیح بخاری: 7042)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں دوسروں کی نجی گفتگو، راز اور معاملات کی حفاظت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کسی کی بات چھپ کر سننا اعتماد کو توڑتا ہے اور معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے، اس لیے شریعت نے اس عمل کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔

یہی اصول مجالس کے آداب میں بھی جاری رہتا ہے، جہاں دو افراد آپس میں سرگوشی کر رہے ہوں یا کسی خاص بات میں مصروف ہوں تو تیسرے شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ ان کی گفتگو میں دخل دے یا اسے سننے کی کوشش کرے، کیونکہ اس سے مجلس کا احترام مجروح ہوتا ہے اور باہمی اعتماد میں خلل آتا ہے۔

تین افراد کی مجلس میں دو افراد کی سرگوشی سے ممانعت: اسلام نے اجتماعی مجالس میں ادب، احترام اور احساسِ ذمہ داری کو بہت اہمیت دی ہے، تاکہ کسی کے دل میں بدگمانی یا رنج پیدا نہ ہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ تم لوگوں کے ساتھ مل جاؤ، کیونکہ یہ اسے غمگین کر دے گا۔ (صحیح بخاری: 6290، صحیح مسلم: 2184)

اس ہدایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف ظاہری ادب نہیں بلکہ دلوں کے احساسات کا بھی خیال رکھتا ہے۔ دو افراد کی سرگوشی تیسرے شخص کے دل میں تنہائی، شک یا رنج پیدا کر سکتی ہے، اس لیے شریعت نے اس سے منع فرمایا تاکہ اجتماعی ماحول میں اعتماد اور خوش دلی برقرار رہے۔

مجالس میں کشادگی اور وسعت اختیار کرنے کی تعلیم: اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو مجالس کے آداب میں یہ نہایت خوبصورت تعلیم دی ہے کہ جب کسی مجلس میں وسعت پیدا کرنے کو کہا جائے تو دل کھول کر جگہ دیں اور وسعت اختیار کریں، تاکہ کسی کو تنگی یا دشواری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ'' (المجادلۃ: 11) یعنی اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کر دو اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجالس میں کشادگی، خوش اخلاقی اور دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنا اہلِ ایمان کی شان ہے۔ جب کسی کو جگہ دینے یا مجلس سے اٹھنے کے لیے کہا جائے تو اسے خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے، کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وسعت اور بلندی درجات کا وعدہ ہے۔

بات کرنے والے کی گفتگو نہ کاٹنے کا ادب:

اسلام نے مجالس کے آداب میں یہ بنیادی تعلیم دی ہے کہ جب کوئی شخص گفتگو کر رہا ہو تو اس کی بات کو درمیان میں کاٹنا یا اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے دخل دینا مناسب نہیں ہے، بلکہ اسے پوری بات کہنے کا موقع دینا چاہیے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مجلس میں لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ نبی کریم ﷺ اپنی گفتگو جاری رکھتے رہے اور اس کے سوال کے جواب میں فوراً بات نہ روکی۔ اس پر بعض صحابہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات سن لی ہے لیکن اس کا سوال آپ کو پسند نہیں آیا، جبکہ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ نے شاید اس کی بات سنی ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ اپنی گفتگو مکمل فرما چکے تو فرمایا: ''قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اس نے عرض کیا: میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔'' اس نے پوچھا: امانت کیسے ضائع ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔'' (صحیح بخاری: 59)

اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ اسلامی مجلس میں گفتگو کے آداب میں یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ بولنے والے کی بات کو درمیان میں نہ کاٹا جائے بلکہ اسے مکمل توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ سنا جائے۔ ہر شخص کو اپنی بات مکمل کرنے کا حق حاصل ہے اور سننے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ صبر اور تحمل کے ساتھ اسے پورا موقع دے۔

جلد بازی، بے صبری یا دورانِ گفتگو مداخلت نہ صرف اخلاقی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس سے بات کا تسلسل بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اصل مفہوم اکثر ادھورا یا غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس جب انسان غور سے سنتا ہے تو بات بہتر طور

پر سمجھ میں آتی ہے اور گفتگو میں سنجیدگی، وقار اور افہام وتفہیم پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح اس طرزِ عمل سے باہمی احترام بھی قائم رہتا ہے اور مجلس ایک پُرسکون اور باوقار ماحول اختیار کر لیتی ہے۔ اسلام نے انہی اعلیٰ اخلاقی اصولوں کے ذریعے گفتگو کو محض الفاظ کا تبادلہ نہیں بلکہ تہذیب، برداشت اور احترام کا ذریعہ بنایا ہے۔

مجلس میں ایک خاص انداز نشست سے اجتناب:

اسلام نے مجالس کے آداب میں نہ صرف گفتگو بلکہ بیٹھنے کے انداز تک کی رہنمائی فرمائی ہے، تاکہ انسان کی نشست و برخاست میں وقار، سادگی اور اعتدال قائم رہے۔ عمر بن شرید اپنے والد شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: میں اس حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا اور اس پر ٹیک لگائے ہوئے تھا، اسی دوران نبی کریم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح نہ بیٹھو، یہ ان لوگوں کی بیٹھک ہے جن پر غضب کیا گیا ہے۔'' (سنن ابوداود: 4848، شیخ البانیؒ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

عام راستوں پر مجلس لگانے سے اجتناب کی ہدایت: اسلام نے معاشرتی زندگی میں نظم، حقوق العباد اور دوسروں کی سہولت کا خاص خیال رکھا ہے۔ اسی وجہ سے ایسی جگہوں کو مجلس کے لیے اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے جہاں لوگوں کی آمد ورفت متاثر ہو اور انہیں تکلیف یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں تو اپنی مجلسوں کی ضرورت ہوتی ہے جہاں ہم بات چیت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔'' انہوں نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نگاہ نیچی رکھنا، راستے سے تکلیف دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔'' (صحیح بخاری: 2465، صحیح مسلم: 2121)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف عبادت ہی نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کے نظم وضبط کا بھی بہترین نظام پیش کرتا ہے۔ راستوں کو بلاضرورت مجلس کا ذریعہ بنانا لوگوں کے لیے رکاوٹ اور تکلیف کا باعث بن سکتا ہے، اس لیے شریعت نے اس سے منع فرمایا۔ اگر مجبوری کے تحت ایسا کرنا پڑے تو پھر اس جگہ کے بھی آداب سکھائے گئے ہیں تاکہ دوسروں کے حقوق متاثر نہ ہوں۔

حلقہ کے درمیان بیٹھنے سے احتراز:

مجالس کے آداب میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ بلاضرورت حلقہ کے درمیان آ کر نہ بیٹھا جائے، بلکہ مجلس کے نظم، ترتیب اور موجود افراد کے حق کا خیال رکھا جائے۔

اسلام نے انسانی زندگی کے ہر گوشے کو حسنِ اخلاق، پاکیزگیِ کردار اور باہمی احترام کے اصولوں سے آراستہ کیا ہے۔ مجالس بھی انسانی معاشرت کا ایک اہم حصہ ہیں، اسی لیے شریعتِ مطہرہ نے ان کے لیے ایسے جامع آداب واخلاق مقرر فرمائے ہیں جو فرد کی اصلاح، معاشرے کی پاکیزگی اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

قرآن وسنت کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی مطلوب مجلس وہ ہے جو ذکرِ الٰہی سے آباد ہو، علم وحکمت کا سرچشمہ ہو، خیر خواہی اور محبت کا ماحول پیش کرے، اور جس میں شریک ہونے والا ہر شخص عزت، احترام اور اطمینانِ قلب محسوس کرے۔ ایسی مجالس افراد کی تربیت کرتی ہیں، دلوں کو جوڑتی ہیں، علم وعمل کی شمع روشن کرتی ہیں اور معاشرے میں خیر وصلاح کی فضا قائم کرتی ہیں۔

اس کے برعکس وہ محفلیں جو غفلت، فضول گوئی، ایذا رسانی، بدگمانی، بے ادبی اور اخلاقی بے راہ روی کا مرکز بن جائیں، نہ صرف اپنی برکتوں سے محروم ہو جاتی ہیں بلکہ افراد اور معاشرے دونوں کے لیے نقصان کا سبب بنتی ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مجالس کے چھوٹے سے چھوٹے ادب تک کی تعلیم دی، تاکہ مسلمان کی اجتماعی زندگی بھی اسی طرح پاکیزہ اور مہذب ہو جیسے اس کی عبادات اور انفرادی زندگی۔

درحقیقت مجالس کے آداب محض رسمی ہدایات نہیں بلکہ اسلامی تہذیب وتمدن کا ایک روشن باب ہیں۔ یہ آداب انسان کے اندر صبر، تواضع، احترامِ انسانیت، حسنِ سماعت، خیر خواہی، احساسِ ذمہ داری اور حقوق العباد کی پاسداری جیسی عظیم صفات پیدا کرتے ہیں۔ جب یہ صفات مجالس میں نمایاں ہوتی ہیں تو وہی مجالس محبت، اخوت، علم، حکمت اور خیر وبرکت کا سرچشمہ بن جاتی ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی گھریلو نشستوں، دینی مجالس، علمی محفلوں، دعوتی اجتماعات اور روزمرہ ملاقاتوں میں ان نبوی آداب کو زندہ کریں اور اپنی نئی نسل کو بھی ان سے روشناس کرائیں۔ کیونکہ کسی معاشرے کی تہذیب، اس کے افراد کے اخلاق اور اس کی مجالس کے ماحول سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر ہماری مجالس ذکرِ الٰہی، حسنِ اخلاق، باہمی احترام اور خیر خواہی سے مزین ہوں گی تو ان شاء اللہ ہمارے دل بھی پاکیزہ ہوں گے، ہمارے تعلقات بھی مضبوط ہوں گے اور ہمارا معاشرہ بھی اسلامی اقدار کا عملی نمونہ بن سکے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن وسنت کے ان مبارک آداب کو سمجھنے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری مجالس کو ذکر، علم، خیر اور برکت سے معمور فرمائے، اور انہیں دنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

☆☆☆

فکری آزادی اور اس کے بعض حدود وضوابط

طارق اسعد
جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

اللہ رب العالمین نے انسانوں کو منجملہ جن نعمتوں سے سرفراز کیا ہے ان میں قوت فکر، عقل وخرد ایسی عظیم نعمت ہے جس کے ذریعہ انسان حق وباطل کے درمیان تفریق کرسکتا ہے۔ صحیح غلط کا پتہ لگا سکتا ہے، اپنے نفع ونقصان کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ یہی وہ نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِيْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلاً (بنی اسرائیل:۷۰)

یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہتر سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔

چنانچہ ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اللہ کی عطا کردہ اس عظیم نعمت کو شریعت کے بنائے ہوئے حدود میں رہ کر استعمال کرے، یقیناً اللہ نے زمین وآسمان کی وسعت میں غور کرنے کا حکم دیا ہے، پہاڑوں، جانوروں، ارض وسما کی تخلیق میں تدبر کی ہدایت دی ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِيْ الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الأرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيْفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخِّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ (البقرہ:۱۶۴) آسمان اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقل مندوں کے لیے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

مگر بایں ہمہ حضرت انسان کو اس میدان فکر وتعقل میں بے لگام نہیں چھوڑا کہ وہ اپنے اشہب عقل کو سرپٹ دوڑائے اور ہر مجال ومیدان میں اسے سیر کرائے، اپنے من مانے نتائج اخذ کرے، بلکہ شریعت مطہرہ نے غور وفکر کے حدود متعین کیے ہیں، اور ایک دائرہ کھینچ کر مسلمانوں کو خبردار کر دیا کہ اس دائرے سے باہر قدم نہیں نکالنا ہے:

ألا وان لكل ملك حمى، ألا ان حمى الله فى أرضه محارمه (بخاری:۵۲)

خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کے حرام کردہ امور ہیں۔"

کتاب وسنت کی نصوص میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے عقل کو نقل پر مقدم کرنے سے منع کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے شرعی احکام کو رد وقبول کرنے میں عقل کو معیار نہیں بنایا جائے گا، کوئی شرعی حکم اگر انسان کی عقل میں نہیں سما رہا ہے، اس کی حکمتوں اور علتوں کے نہاں خانے تک نہیں پہنچ رہا ہے، شرعی مصلحتوں اور تقاضوں تک رسائی نہیں پا رہا ہے تو بایں وجوہات وہ شرعی احکام کا انکار نہیں کرسکتا، ان کی مشروعیت کا منکر نہیں ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی عقل خواہ جس قدر بھی پختہ ہو جائے، اور انسان شعور وکمال کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچ جائے مگر اس کے لیے شریعت کے تمام احکامات کی حکمتوں کا ادراک ممکن نہیں ہے، نہ اس کے بس کی بات ہے کہ وہ اللہ کے تمام فرامین کی باریکیوں، علتوں اور رموز سے واقفیت حاصل کر سکے، درحقیقت یہ اللہ رب العزت ہی کی ذات ہے جو ان پوشیدہ علتوں اور مصلحتوں سے خوب خوب واقف ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

"اگر دین محض عقل ورائے پر مبنی ہوتا تو موزے کے اوپری حصے پر مسح کرنے کے بجائے نچلے حصے پر مسح کرنا زیادہ بہتر ہوتا۔" (ابوداؤد ۱۶۲، صححہ الالبانی)

علمائے امت نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ عقل صریح کبھی بھی نقل صحیح سے متعارض نہیں ہوسکتی" بلکہ عقل تو نقل (شریعت) کی تائید کرے گی اور اس کی موافقت کرے گی کیوں کہ جس ذات نے عقل کو پیدا کیا اسی ذات نے اسے نقل (شریعت) سے بھی سرفراز کیا، بایں ہمہ یہ ناممکن ہے عقل ونقل میں تضاد ہو، اسی لیے ارباب دانش وبینش اپنی قوت بصیرت کو بے لگام نہیں چھوڑتے ہیں، اللہ کے حدود کو نہیں پھلانگتے ہیں، بلکہ وہ کتاب وسنت کو اولین منبع مانتے ہوئے اسے اپنی عقل پر مقدم کرتے ہیں اور نص صریح ہی کو ہر جگہ معیار و پیمانہ بناتے ہیں، اللہ پاک فرماتا ہے:

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُوْلِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِیلاً(النساء:۵۹)

اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کتاب وسنت کی دلالت عقل صریح کے موافق ہوتی ہے اور عقل صریح کبھی بھی نقل صحیح (کتاب وسنت) کے مخالف نہیں ہوسکتی، مگر بہت سارے لوگ اس بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں، جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور اس کی مراد کو جانتا ہے وہ دلائل شرعیہ کا واقف کار رہتا ہے، حقیقت میں انسانی عقل میں ایسی کوئی چیز نہیں جو کتاب وسنت کے مخالف ہو۔'' (مجموع الفتاوی: ج:۱۲،ص:۸۱)

نیز فرماتے ہیں:

''اگر شرع وعقل میں کہیں تضاد نظر آئے تو شریعت کو مقدم کرنا واجب ہے کیوں کہ شریعت نے جن چیزوں کی خبر دی ہے عقل ان کی تصدیق کرنے والی ہے، جب کہ اس کے برعکس عقل جو بھی بتاتی ہے شریعت ان تمام امور کی تصدیق نہیں کرنے والی ہے۔'' (درء تعارض العقل والنقل از ابن تیمیہ: ج:۱،ص:۱۳۸)

قرآن وسنت کی روشنی میں یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت کی ذات وصفات میں غور وخوض کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ ایسے امور ہیں جن سے انسانوں کا لینا دینا نہیں ہے، علماء نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں تفکر کرنا کفر ہے جب کہ اس کی نشانیوں میں غور وفکر کرنا عین ایمان ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ (الصحیحہ:۱۷۸۸)

اللہ رب العزت کی مخلوقات میں غور وفکر کرو اور اللہ کی ذات میں فکر وتحقیق نہ کرو۔

اس ممانعت کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جب انسان ذات باری تعالیٰ میں تدبر وتفکر شروع کرتا ہے اور صفات الٰہیہ میں غور وخوض کرنے لگتا ہے تو اکثر وبیشتر وہ راہ حق سے بھٹک جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کو نازیبا صفات سے متصف کرتا ہے، یا پھر اللہ پاک کی صفات حسنی کا انکار کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بھی باندھنے سے گریز نہیں کرتا، اس کی وجہ یہ ہے جیسا کہ پیچھے بھی ذکر کیا گیا کہ انسانی عقل وخرد جس قدر بھی پختگی کو پہنچ جائے اور اس کی قوت تفکیر جس قدر بھی کمال کو پہنچ جائے مگر وہ اللہ کی ذات کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا، اللہ کی ذات انسانی عقل سے ماورا ہے، امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ تدبر وتفکر انہیں چیزوں میں ہوتا ہے جنہیں انسان جانتا ہے اور جن امور کا اس کے پاس علم ہوتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کی ذات انسانی احاطہ علم میں کبھی نہیں آسکتی۔''

(التنویر فی شرح الجامع الصغیر، ج:۵،ص:۸۱)

ایک اور اہم مسئلہ جس میں شریعت نے مسلمانوں کو غور وخوض کرنے سے منع کیا ہے وہ قضا وقدر کا معاملہ ہے، چنانچہ اسلام کا یہ مطالبہ ہے کہ انسان اس اہم مسئلے کو اپنے غور وخوض کا محور نہ بنائے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

''ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور دیکھا کہ ہم لوگ قضا وقدر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے، آپ اس قدر غصہ ہوئے کہ آپ کا روئے مبارک سرخ ہوگیا، ایسا لگ رہا تھا کہ آپ کی پیشانی پر انار نچوڑ دیا گیا ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں اسی چیز کا مکلّف کیا گیا ہے؟ کیا اسی کام کے لئے میں تمہارے درمیان بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک وبرباد ہوئے ان کا یہی جرم تھا کہ وہ اس معاملے میں بحث ومباحثہ کرتے تھے، میں تاکیدا کہتا ہوں کہ خبردار تم لوگ قدر کے متعلق بحث مت کرو۔'' (ترمذی:۲۱۳۳،صححہ الالبانی)

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس امت کا معاملہ ٹھیک ٹھاک رہے گا جب تک کہ یہ لوگ (مشرکین کی اولاد) اور قضا وقدر کے متعلق گفتگو نہ کرنے لگیں۔'' (صحیح الجامع:۲۰۰۳)

واضح رہے کہ ایک شخص جب مسئلہ تقدیر میں غور وخوض کرتا ہے اور اس کی حقیقت جاننا چاہتا ہے تو آپ صاف طور پر دیکھیں گے کہ وہ ورطہ حیرت میں غلطاں رہے گا، تقدیر کے اسرار سے جب وہ پردہ نہیں اٹھا پاتا تو شیطان اسے تقدیر کے انکار پر آمادہ کر دیتا ہے، وہ یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ تقدیر پر ایمان تو انسان کو مجبور محض بنا دیتا ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تقدیر پر ایمان اللہ رب العالمین کا راز ہے جسے نہ کوئی قریبی فرشتہ جان سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی ورسول اس کا ادراک کر سکتا ہے، اس مسئلے میں غور وخوض کرنا رسوائی کا سبب ہے، اس سے محرومی ہاتھ آتی ہے اور سرکشی کی راہ کھلتی ہے، پس اے مسلمان! اس اہم معاملے میں غور وخوض کرنے اور کسی بھی قسم کے وسوسے میں گرفتار ہونے سے بچو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر کے علم سے اپنی مخلوق کو بہرہ ور نہیں کیا اور اس کی چھان بین کرنے سے منع کیا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: لا یسأل عما یفعل وہم یسألون پس جس نے بھیسہ پوچھا کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے قرآن کے حکم کو نہیں مانا اور جس نے قرآن کے حکم کو نہیں مانا تو وہ کافر ہے۔'' (شرح عقیدہ طحاویہ از ابن ابی العز حنفی:۲۴۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جس نے بھی تقدیر کے باب میں غلو کیا وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔‘‘

(شرح اصول اعتقاد اہل السنہ والجماعۃ: ۶۹۹)

حقیقت تو یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے قضا وقدر میں غور وخوض سے منع اس لیے کیا ہے تا کہ ایک مسلمان کا عقیدہ محفوظ رہے، وہ باطل افکار کا نشانہ نہ بنے، نیز یہ کہ اس باب میں عقلی گھوڑے دوڑانے سے اسے کچھ بھی ہاتھ نہیں آنے والا اور اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہونے والا، یہ ممانعت اپنے اندر بہت ساری حکمتوں کو سموئے ہوئے ہے جسے اہل عقل دانش وبینش بخوبی سمجھتے ہیں۔

تدبر وتفکر کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کی قوت غور وفکر شہوات اور اس کے ذاتی میلان کے تابع نہ ہو، حق کی معرفت اور اس تک پہنچنے کے لیے اپنی بصارت وبصیرت کو شخصی رجحان کا اسیر نہ بنائے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو پھر انحراف کی راہ پر چل پڑتا ہے جس کے سبب وہ نصوص کی تاویلیا بسا اوقات تحریف کا ارتکاب کرتا ہے، ظاہر ہے کہ شریعت کی جو باتیں اس کی نظر اور نظریے سے متصادم ہوں گی وہ انہیں تاویل کے پردے میں رد کرنے سے نہیں چوکے گا، یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والوں کی مذمت کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا (الفرقان: ۴۳)

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (ص: ۲۶)

اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔

سلیمان درانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میرے دل میں بہت سارے خیالات آتے ہیں اور بہت سارے تعجب خیز امور اپنی طرف کھینچتے ہیں، لیکن میں ان میں سے کسی چیز کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتا ہوں، البتہ انہیں امور کی طرف توجہ صرف کرتا ہوں جن پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل قائم ہو۔

یہی وہ اہم اسباب تھے۔ جن کا سطور بالا میں ذکر ہوا۔ جن کی بنا پر بہت سارے فرقے اور جماعتیں راہ حق سے بھٹک گئیں اور ضلالت وگمراہی کے عمیق گڈھوں میں جا گریں، جن لوگوں یا جماعتوں نے بھی اپنی عقلوں کو بے لگام چھوڑ دیا اور شتر بے مہار کی طرف ہر میدان میں گھمایا، یا پھر اپنی عقل کو نقل پر مقدم کیا، یا صفات باری تعالیٰ میں غور وخوض کیا اور اس کی حقیقت کا ادراک کرنے کا عزم کیا، یا پھر قضا وقدر کے رازہائے سربستہ سے پردہ اٹھانا چاہا اور اپنے ذاتی رجحان اور ہوائے نفس کے مطابق عقل کا استعمال کیا تو وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے پیچھے گمراہوں کا ایسا گروہ چھوڑا جس کے اثرات آج تک امت مسلمہ پر مسلط ہیں، اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، مرجیہ، جبریہ، کلابیہ، اشاعرہ، ماتریدیہ، بہائیہ وغیرہ وغیرہ ایسے فرقے تھے جنہوں نے عقل وشعور کو اس کے حدود میں رہ کر استعمال نہیں کیا، اس باب میں قرآنی تعلیمات وہدایات کو فراموش کر دیا اور اپنی عقول کو شرعی احکام کے رد وقبل کے لیے معیار بنایا۔ خود برصغیر کی تاریخ میں ایسے بہت سارے عقلانی مکاتب فکر وجود میں آئے جو اس راہ پر چلے اور نتیجہ میں خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے پیچھے آزاد فکر بلکہ آوارہ فکر کے حاملین کی ایسی کھیپ چھوڑی جس نے مسلمانوں کو فکری اعتبار سے بہت نقصان پہنچایا۔ اسی فکری بے راہ روی کا نتیجہ تھا کہ برصغیر میں انکار حدیث، استخفاف حدیث اور تاویلات نصوص وغیرہ کی خوب خوب ترویج ہوئی اور لٹریچر کے نام پر غیر اسلامی افکار کی ترویج اور نشوونما ہوئی۔ اس گفتگو کو ہم امام اوزاعی رحمہ اللہ کے درج ذیل قول پر ختم کرتے ہیں۔

’’سلف کے آثار کو لازم پکڑو اگر چہ لوگ تمہیں دھتکار دیں، عوام الناس کی آراء سے بچو خواہ وہ کتنی بھی ملمع سازی کے ساتھ اپنی آراء پیش کریں، اگر تم صراط مستقیم پر رہو گے تو حقیقت از خود آشکار ہو جائے گی۔‘‘

(شرف اصحاب الحدیث از خطیب بغدادی: ۷)

مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150 قیمت: Rs.300/-Net

مولانا عبد المنان شکراوی، دہلی

خود پسندی اور اس کے برے اثرات

خود پسندی کا مطلب ہے، اپنے کمال کو اپنی طرف منسوب کرنا اور اس کے زوال سے خائف نہ ہونا یعنی کسی انسان کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عنایت کی ہے، وہ اسے اپنا ذاتی کمال سمجھتا ہے اور اپنی قابلیت ولیاقت کو اپنی محنت وعقلمندی کا نتیجہ مانتا ہے۔ وہ اس بات سے غافل ہوجاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ وہ جب چاہے اسے چھین سکتا ہے۔ خود پسندی کے مرض میں مبتلا شخص صحت وتندرستی، حسن وجمال، مال ودولت، ذہانت وعقلمندی، خوش الحانی وخوش بیانی اور جاہ ومنصب وغیرہ پسندیدہ صفات کو اپنا کارنامہ سمجھتا ہے۔ یہ بہت ہی نامراد مرض ہے اور اس کے اثرات انسانی زندگی پر بہت ہی سنگین اور نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہ خصلت بد جس شخص کے اندر پیدا ہوجاتی ہے وہ دوسروں کو تو اپنے سے کمتر سمجھتا ہی ہے، سوسائٹی ومعاشرے میں اپنی وقعت اور قدر وقیمت بھی کھو بیٹھتا ہے۔ سامنے لوگ اس کے شر سے بچنے کے لیے کچھ نہیں کہتے لیکن غائبانے میں اس کی برائی کرتے ہیں اور گری نظروں سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ عجب وخود پسندی کے اثرات کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کی جائے اور اس کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔

خود پسندی ہلاکت وبربادی کا راستہ ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعاً وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ (78) فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ (القصص:۷۸،۷۹) ترجمہ: قارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے۔ کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کردیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے۔ اور گنہگاروں کی باز پرس ایسے وقت نہیں کی جاتی۔ پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا تو دنیاوی زندگی کے متوالے کہنے لگے کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا ہی قسمت کا دھنی ہے۔"

آیت بالا میں قارون نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ سب مال ودولت جو مجھے دیا گیا ہے اس میں کسی اور کا دخل نہیں بلکہ مجھے یہ میرے علم وہنر کی بنیاد پر حاصل ہوا ہے۔ لیکن اس کی اس سطحی سوچ کا انجام اسی سورت میں دوسری جگہ بیان کیا گیا کہ ہم نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ چنانچہ اس کا انجام ہلاکت وبربادی ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہوگیے تو وہ (کہنے والا خود) سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔" علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ اپنی کتاب الاستذکار میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم بلا اختلاف یہ ہے کہ جو شخص ایسا کہتا ہے یعنی لوگ ہلاک ہوگیے تو وہ لوگوں کو تو حقیر سمجھتا ہی ہے، وہ اپنے آپ بھی خود پسندی کا شکار رہتا ہے۔"

خود پسندی کا راستہ اللہ کی ناراضگی اور اس کے عذاب تک لیجاتا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (الحشر:۲) ترجمہ: "وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا۔ تمہارا گمان (بھی) نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود بھی سمجھ رہے تھے کہ ان کے (سنگین) قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچالیں گے۔ پس ان پر اللہ کا عذاب ایسی جگہ سے آپڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا۔ اور ان کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا اور وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں (برباد کروا رہے تھے) تو اے آنکھیں والو! عبرت حاصل کرو۔"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ وہ خود پسندی کا شکار ہوگیے اور انہیں دھوکا ہوگیا اور گمان کرنے لگے کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اللہ کی تقدیر اس کے پیچھے تھی اور ان کے قلعے انہیں بچا نہیں سکے اور ان کی دفاعی قوت ان کے کچھ کام نہ آئی۔

خود پسندی نفع بخش علم کے حصول اور نیک عمل میں رکاوٹ بنتی ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا گیا لیکن میں نے خود نہیں سنا کہ تم میں ایک قوم ایسی آئے گی جو عبادت کرے گی اور دینداری پر ہوگی، حتی کہ لوگ ان کی کثرت عبادت پر تعجب کیا کریں گے اور وہ خود بھی خود پسندی میں مبتلا ہوں گے۔ وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ (احمد)

خود پسندی سے نیک اعمال برباد ہوجاتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بنی اسرائیل میں دو شخص برابر کے تھے، ان میں سے ایک تو گناہ کے کاموں میں لگا رہتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشاں رہتا تھا۔ عبادت گزار دوسرے کو برابر گناہ میں لگا رہتا دیکھتا تو کہتا: باز رہ۔ ایک دفعہ اس نے اسے گناہ کرتے پایا تو اس سے کہا: باز رہ۔ اس نے کہا: قسم ہے میرے رب کی تو مجھے چھوڑ دے (اپنا کام کر) کیا تم میرا نگہبان بنا کر بھیجے گیے ہو، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں بخشے گا یا تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پھر ان کی روحیں قبض کرلی گئیں تو وہ دونوں رب العالمین کے پاس اکٹھا ہوئے۔ اللہ نے اس عبادت گزار سے کہا: تو مجھے جانتا تھا، یا تو اس پر قادر تھا جو میرے دست قدرت میں ہے؟ اور گنہگار سے کہا: جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہوجا، اور دوسرے کے متعلق کہا: اسے جہنم میں لے جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی بات کہی، جس نے اس کی دنیا اور آخرت خراب کردی۔ (ابوداؤد)

خود پسندی جہنم میں جانے کا سبب: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں دو شخص ملے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں اس نے اپنے (نسب کے) نو (نام) گنوا دیے۔ اور تم بتاؤ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں مسلمان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی اور ان کو بتانے کے لیے کہا: تو نو نام گنوانے والے جہنم میں جا اور تو ان میں سے دسواں ہے۔ اور دو کی طرف اپنی نسبت کرنے والے تو جنت میں جا اور تو ان میں کا تیسرا جنت میں ہے۔ (احمد)

خود پسندی عذاب کا سبب ہے: بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر وغرور میں سرمست سر کے بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اکڑ کر اتراتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا یا دھنستا رہے گا۔'' اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے بالوں اور اپنی چادروں پر اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اچانک اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

خود پسندی بڑے گناہوں میں سے ہے جن سے ڈرنا ضروری ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرتے تو مجھے تم پر اس (گناہ کے وبال) سے بھی سخت چیز کا ڈر تھا (اور وہ ہے) فخر وغرور۔ (مسند شہاب)

خود پسندی شکست، خسارے اور نصرت الٰہی کی تاخیر کا سبب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئاً وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِيْن (التوبۃ: ۲۵) ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گیے۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ شفاء العلیل میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ شکست ان کے گناہوں اور خود پسندی کی وجہ سے ہوئی۔ اور مدد اللہ کے رسول پر نازل کردہ (سکینت) اور تائید (فرشتوں کے ذریعہ مدد) کی بنا پر تھی کیونکہ شکست کے سلسلے میں آپ سے وہ سرزد نہیں ہوا جو ان سے ہوا تھا۔ یعنی کبر وغرور۔

خود پسندی ہلاک کرنے والا عمل ہے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ہلاک کرنے والی ہیں: (۱) بخل، جس کی اطاعت کی جائے (۲) اور خواہش نفس، جس کے پیچھے چلا جائے۔ (۳) اور انسان کا اپنی تعریف سن کر خوش ہونا۔ (مسند شہاب)

خود پسندی نعمت چھن جانے اور عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِنْهُ شَيْئاً وَفَجَّرْنَا خِلالَهُمَا نَهَراً (33) وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالاً وَأَعَزُّ نَفَراً (34) وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيْدَ هٰذِهِ أَبَداً (الکھف: ۳۳-۳۵) ترجمہ: ''دونوں باغ اپنا پھل خوب لائے اور اس میں کسی طرح کی کمی نہ کی اور ہم نے ان باغوں کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی۔ الغرض اس کے پاس میوے تھے، ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں۔ اور یہ اپنے باغ میں گیا اور تھا اپنی جان پر ظلم کرنے والا، کہنے لگا کہ میں خیال نہیں کرسکتا کہ کسی وقت بھی یہ برباد ہوجائے۔''

علامہ قاسمی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں وهو ظالم لنفسه کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نعمت چھن جانے کا سبب کفر اور خود پسندی ہے۔'' ذرا غور کریں کہ خود پسندی نے اسے کہاں پہنچا دیا۔ برا عمل کیا، باطل کی تمنا کی نعمتیں چھن گئیں اور دنیا وآخرت میں عذاب کا مستحق قرار پایا۔

(بقیہ صفحہ ۲۳ پر)

ارتداد کا فتنہ، اسباب اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا ذبیح اللہ خان جامعی میسوری

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم اما بعد.

قال اللہ تعالیٰ:- وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَـٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرہ:۲۱۷)

ارتداد کا معنیٰ ومفہوم:- ارتداد باب افتعال سے مصدر ہے اس کا مادہ ''رد'' ہے اس کا اسم فاعل مرتد ہے۔

لغوی معنیٰ:- لوٹ جانا، واپس ہونا، پلٹ جانا۔

اصطلاحی معنیٰ ومفہوم:- دین اسلام چھوڑ دینا اور کفر کو اختیار کرنا، ایک کلمہ گو مسلم کا اسلام سے پلٹ جانا اور ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا ارتداد کہلاتا ہے (المفردات فی غریب القرآن)۔

ارتداد سے قریب ترین چند اصطلاحات یہ ہیں مثلاً کفر، زندقہ، نفاق، الحاد اور حرابہ۔ اللہ کے سچے دین ''اسلام'' کو چھوڑ کر اپنے ماضی کے یا اپنے آباء واجداد کے دین کی طرف پلٹ جانے اور واپس ہوجانے کا نام ارتداد کہلاتا ہے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا سب سے محبوب و پسندیدہ دین ہے اور اس کو اللہ رب العزت نے بطور نعمت کے انسانوں کو عطاء کیا اللہ کی تمام نعمتوں میں سب سے عظیم اور اہم نعمت ''اسلام'' ہے اسلام وایمان کے بغیر کسی بھی انسان کی نجات اور دنیا میں عزت کی زندگی ناممکن ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اسلام کے مطابق جیتے اور مرتے ہیں اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اسلام کو چھوڑ کر اسلام کے خلاف بولتے کرتے، اسلام کے فرائض واحکامات ودلائل اور شواہد کو مشکوک بنا کر لوگوں کو اسلام سے بدظن بنا کر مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں اسی لئے اسلام نے ارتداد کے جرم میں مبتلا ہونے والوں کو کافر قرار دیا ہے اور ان کی تمام نیکیاں برباد کردی جائیں گی اللہ رب العالمین کا فرمان ہے۔

وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَـٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرہ:۲۱۷) اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین (اسلام) سے پلٹ جائیں اور کفر کی حالت میں مریں ان کے اعمال دنیوی و اخروی سب غارت ہوجائیں گے یہ لوگ جہنمی ہونگے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہی رہیں گے۔

اس آیت میں اخروی سزا بیان کی جارہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حالت میں کئے گئے اعمال صالحہ کفر وارتداد کی وجہ سے کالعدم ہوجائیں گے جس طرح اسلام قبول کرنے سے انسان کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اسی طرح کفر وارتداد سے تمام نیکیاں برباد ہوجاتی ہیں تاہم قرآن کے الفاظ حبط اعمال (عملوں کا ضائع ہونا) اسی وقت ہوگا جب خاتمہ کفر پر ہوگا اگر موت سے پہلے تائب ہوجائے تو ایسا نہیں ہوگا یعنی مرتد کی توبہ مقبول ہے (تفسیر احسن البیان سورۃ البقرہ آیت نمبر 217)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب مقبول نہیں ہے اسلام ہی کامیابی کی ضمانت ہے وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران:۸۵) جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

اللہ مرتدین کو ختم کرکے دوسری قوم کو لائے گا:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (المائدہ:۵۴) اے ایمان والو۔ تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔

اس آیت کے ضمن میں امام قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ اسے پہلے یہ معلوم تھا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بہت سے عرب قبائل اسلام سے مرتد ہوجائیں گے لہٰذا ایسے ہی ہوا اور اس فتنہ ارتداد کے خاتمے کا شرف حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم اجمعین کو حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سب کو دنیا و آخرت کی سعادتوں سے مشرف فرمایا اور دنیا ہی میں اپنی رضامندی کی سند سے نوازا (تفسیر احسن البیان۔ المائدہ 54)

ارتداد کی تحریک کو عام کرنے والا پہلا گروہ:- یہود ونصاریٰ یہ اسلام اور محمد ﷺ کی زندگی کو اور اس کی حقانیت کو اپنی کتابوں کے ذریعہ بہت ہی اچھی طرح جانتے اور پہچانتے تھے صرف حسد کی بناء پر اسلام و محمد ﷺ اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف سازشیں رچی پھر انہوں دیکھا کہ اسلام کا قافلہ نہیں رک رہا ہے تو ایک نئی

وگھناونی اور منظم چال چلی وہ یہ تھی کہ علی الصبح اسلام لانے کا اعلان کریں اور شام ہوتے اسلام چھوڑ کر واپس اپنے دین میں آجائیں تاکہ اسلام لانے والے نئے نئے افراد بھی مرتد بن جائیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس چال کو واضح کرتے ہوئے فرمایاوَقَالَت طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُواْ بِالَّذِيَ أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُواْ وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُواْ آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (آل عمران:۷۲)اور اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا کہ جو کچھ ایمان والوں پر اتارا گیا ہے اس پر دن میں تو ایمان لاؤ اور شام کے وقت کافر بن جاؤ تاکہ یہ لوگ بھی پلٹ جائیں۔ یہ یہودیوں میں سے ایک فرقہ کی چال و مکر کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے تھے کہ انہوں نے طے کیا کہ صبح کو مسلمان ہوجائیں اور شام کو پھر سے واپس آجائیں تاکہ لوگوں میں شک پیدا کریں یہ یہود قوم جس نے اسلام قبول کیا تھی اس کو اسلام میں خامیاں نظر آئی ہیں اس لئے وہ واپس ہوگے اس لئے ہم بھی مرتد ہوجائیں۔ اس چال کا زیادہ کچھ اثر اہل اسلام پر نہ ہوسکا صرف ایک شخص عبداللہ بن صرح اسلام چھوڑ کر مرتد ہوگئے تھے فوراً احساس ہوا وہ توبہ کر کے اسلام میں آگئے اور شہادت پائی۔ بخاری کی روایت میں ایک شخص (یہودی) نے اسلام قبول کیا اور کاتبینِ وحی میں داخل ہوا پھر چند دنوں بعد وہ مرتد ہوگیا اور اس کی موت واقع ہوئی جب اس کو دفنا یا گیا تو تین دن تک زمین اس کی لاش کو بار بار باہر پھینک دیتی تھی اس طرح رسول اللہ ﷺ کے دور میں کوئی ایکا دکا واقعات پیش آئے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے ابتدائی دور میں تین بڑے بڑے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا اور وہ مندرجہ ذیل تھے۔

(1) مانعین زکوۃ۔ (2) جھوٹے مدعیان نبوت۔ (3) مرتدین عرب۔

یہ جو فتنے ابھرے تھے ان میں سے مرتدین کا فتنہ بڑے زور وشور سے پورے عرب میں پھیل گیا سوائے تین شہروں کے (1) مدینہ (2) مکہ (3) طائف۔ پورے عرب سے ارتداد کی خبریں روزانہ سنائی دیتی تھیں کہ آج فلاں قبیلہ اور فلاں شہر کے لوگ مرتد ہوگئے ابوبکر صدیقؓ نے پورے عزم واستقلال کے ساتھ شروع میں اپنوں کی مخالفت کی پرواہ کے بغیر آگے بڑھے اور دوسال کی قلیل مدت میں ان تینوں فتنوں کو بڑے دوراندیشی کے ساتھ ختم کیا۔

بعض اہل علم نے ارتداد کی تین اقسام بیان کئے ہیں (1) قولی ارتداد (2) عملی ارتداد (3) اعتقادی ارتداد۔

ارتداد کے اسباب:

1۔ اسلام اور اسکی تعلیمات سے دوری:- اس فتنہ ارتداد کے وہ لوگ شکار ہوئے ہیں جو اسلام سے ناواقف ہیں وہ برائے نام مسلم ہیں یا وہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کیے ہوئے ہیں جو اسلام کیخلاف بولتے اور کرتے ہیں اور اس کی تعلیمات کو لوگوں میں مشکوک بنا کر پیش کرتے ہیں اس لئے اچھے اچھے دیندار گھرانوں کے بچے دین سے نابلد ہونے کی وجہ سے مرتد ہورہے ہیں والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں اور ابتداء ہی سے اسلام اور اسکی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے مساجد و مکاتب سے جوڑا جائے۔ مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ لکھتے ہیں کہ اگر کسی ماں کی گود سے کوئی بچہ چھین لیا جائے تو کہرام مچ جاتا ہے اور آج ایماندار ماؤں کی گود سے بچے غیر ایمانی ذہن سازی کر کے چھینے جارہے ہیں (مکاتب کی اہمیت)

2۔ مخلوط نظام تعلیم:- اسلام کا بنیادی پیغام ہی علم کا حصول ہے علم کے بغیر انسان انسانیت کے مقام ومرتبہ پر باقی نہیں رہتا ہر مسلمان کو علم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا (ترمذی) پر وہ علم جو انسان کو اللہ سے دور اور اس کے احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کراتا ہو اسلام اس کی قطعی اجازت نہیں دیتا اور ایسے علوم وفنون کو ہتھیار بنا کر مخلوط تعلیم کو عام کیا گیا جس میں لڑکے لڑکیاں بلاتکلف بغیر کسی مذہبی تفریق کے ایک دوسرے سے گھل مل کر رہتے اور ان سے دوستی کے نام پر ملاقتیں، گپ شپ، سیر وتفریح کے پروگرامس کا انعقاد کر کے بے حیائی کا گندہ ناچ ناچا جاتا ہے اور اس طرح کی محفلوں میں عشق ومحبت کی ابتداء کر کے بوس وکنار کا رواج اور مذہبی بے راہ روی اختیار کر کے ایک دوسرے سے شادی وزندگی گزارنے کی قسمیں دلا کر مرتد بنا کر زندگیوں سے کھلواڑ کیا جارہا ہے الامان والحفیظ۔

3۔ بے پردگی:- اسلام نے عورت کو پردے کا حکم اسی لئے دیا ہے تاکہ مرد وعورت کے درمیان حجاب اور امتیاز باقی رہے اور معاشرہ بگاڑ سے بچا رہے پردہ طہارت وپاکیزگی اور عفت وعزت کا ضامن ہے اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: **ذلک ازکیٰ لھم** (یہ پردہ زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے) پاکبازی اور طریقوں سے بھی ہوسکتی ہے لیکن یہ (پردہ) کا طریقہ زیادہ پاکیزہ ہے۔ آج مسلم لڑکیوں میں پردہ کی اہمیت ووقار کو گرایا جارہا ہے اور ان کی ذہن سازی کی جارہی ہے اور اس پردہ کو بوجھ اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ تصور کرایا جارہا ہے اور مسلم خواتین جو اسلام کی تعلیمات سے نابلد ہیں وہ اس طرح کے پرفریب نعروں سے مرغوب ہو کر بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر اسلام سے دور ہو کر اسلام دشمن عناصر سے قریب تر ہو کر اسلام سے دور ہونے کو تیار ہیں اور کئی ایک مرتد بن چکی ہیں العیاذ باللہ۔

4۔ میڈیا کا دوغلا پن:- اس ترقی یافتہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ کو بہت ہی زیادہ گمراہ کن بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں جہاں یہ ذرائع ابلاغ اللہ کی نعمت ہیں وہاں ایک طرف اس کا غلط استعمال لوگوں کے لئے مصیبت وعذاب بھی ثابت ہوئے ہیں اسی الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا نے اسلام کے صاف وشفاف آئینہ کو داغ دار وفساد وبگاڑ کا ذریعہ بتانے کے نت نئے طریقہ ایجاد کر رہا ہے زہر افشاں مواد

اور اسلام و مسلمانوں کو فسادی و دہشت گرد بنا کر مختلف نوعیت کی فلمیں وڈرامے کے ذریعے سے پیش کر رہا ہے جس سے ارتداد پھیل رہا ہے۔

5۔موبائیل فون اور انٹرنیٹ:- دورِ جدید کی اہم ایجادات میں سے اہم ترین ایجاد موبائیل فون اور انٹرنیٹ ہے جس نے انسانی زندگی کے رخ کو یکسر بدل کر رکھ دیا بیس پچیس سالوں کے قلیل عرصہ میں پوری دنیا کو اپنے تسلط میں لے کر اکثریت کو اپنا قیدی بنالیا ہے اس ایجاد نے اتنی آسانی پیدا کردی کہ ایک شخص قلیل وقت میں کسی بھی موضوع پر بہت سارا مواد اکٹھا کرسکتا ہے اور ساری دنیا سے لوگ اسی سے ایک دوسرے کے ربط وتعلق میں شامل ہیں اسی ٹیکنالوجی کا فائدہ اٹھا کر دشمنان اسلام نے بے حیائی وبے شرمی کے تمام تر دروازوں کو کھول دیا اور بدکرداری، فحاشی اور عریانیت کو اتنا عام کردیا گیا کہ نئی نسل (لڑکے ولڑکیاں) اس سوشیل میڈیا واٹساپ ،فیس بک ،انسٹاگرام اور ٹوٹیر وغیرہ کے ذریعہ ایسے ایسے ویب سائٹ اور ویڈیو بھی دیکھ رہی ہے جس سے ان کی اخلاقی وجسمانی زندگی تہس نہس ہوکر منفی اثرات پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ منفی سرگرمیوں میں مبتلا ہوکر بلاتفریق مذہب وملت دوستی کے نام پر ایک دوسرے سے قریب تر ہوکر گناہوں کی وادیوں میں بھٹکتے ہوئے جو برہنہ فوٹو وویڈیو کے تبادلے کیے تھے اس بے عزتی اور اس کو عام کرنے کی دھمکیوں سے خوف زدہ ہوکر اسلام اور والدین واقرباء کی پرواہ کئے بغیر وہ اپنے غیر مذہب دوست سے شادی کرنے اور زندگی گذارنے کے لئے تیار ہوجاتی ہیں اور اس طرح ہماری قوم کی بچیاں اور خواتین مرتد بن رہی ہیں۔

6۔غربت اور مشکل ترین نکاح:-اسلام نے مرد وعورت کی عفت وعصمت کی حفاظت اور سکون واطمینان ،الفت ومودت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اسی لئے اسلام نے بلوغت کے فوراً بعد مناسب ودیندار رشتوں کے ملتے ہی نکاح کردینے کا حکم دیا گیا ہے آج کے اس مادیت کے دور میں اعلیٰ تعلیم وجاب کے چکر میں بلوغت کے بعد بیس پچیس سال گذار دیتے ہیں اور جو شادیاں کی جارہی ہیں وہ فضول خرچیوں پر مبنی اپنی انا وشان وشوکت دیکھانے اور اس پر ستم ظرفی گھوڑے جوڑے کی رسم، قیمتی اشیاء ،اعلیٰ شادی خانے ،منہ مانگے لوازمات کے کھانے کا مطالبہ غیروں کے بنائے ہوئے رسوم ورواج کو بڑھاوادے کر روپیہ وپیسہ پانی کی طرح بے دریغ بہایا جاتا ہے جس کی وجہ سے غریب واوسط گھرانے کی بچیاں کی شادیوں میں روکاٹ کا سبب بن رہی ہیں اور یہ بچیاں گناہ گار بنتے اور غیر وباطل مذہب کے نوجوانوں سے رشتہ استوار کرنے پر مجبور ہو رہی ہیں اور مسلم لڑکیاں غیر مذہبی لڑکوں سے شادی کر کے مرتد بن کر ان کے مذہب کے مطابق زندگی گذار رہی ہیں۔

ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں:-

اسلام کے تحفظ اور مسلمانوں کو ان دین کے مطابق زندگی گزارنے اور جو اسلامی اصول وضوابط ہیں ان کی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے ہم تمام مسلمانوں کو آپسی تمام تر اختلافات سے بالاتر ہوکر جس طرح اس ملک کی آزادی کیلئے مسلمانوں نے ایک ہوکر کام کیا تھا اسی طرح کام کرنے کی اشد ضرورت ہے مسلم بچوں کو مکاتب سے جوڑ کر بچپن ہی میں ان کا دینی ذہن بنایا جائے اور شہر وگاوں کے ہر محلّہ میں عقائد پر مبنی کتب کے دروس کا اہتمام کیا جائے ،خاص کر اللہ کی معرفت، رسول ﷺ کی معرفت اور اسلام کی معرفت کو لوگوں میں عام کیا جائے ،اور اس ضمن میں ورکشاپس قائم کئے جائیں اور غیر مسلم قوم کو اس سے روشناس کرایا جائے۔اسی طرح مدارس کے جال کی طرح عصری علوم پر مبنی لڑکوں ولڑکیوں (پردہ کے اہتمام کے ساتھ) الگ الگ اسکولس وکالجز کا قیام اشد ضروری ہے۔اسلامی بیت المال کے نظام کو قائم کر کے غریبوں گھرانے کے بچے علم کے میدان میں آگے بڑھ کر اس لائق بنایا جائے کہ وہ بھی چند سالوں میں زکوۃ ادا کرنے والے بن جائیں۔اور علم کی بنیاد پر اس ترقی یافتہ دور کی تمام تر ایجادات کے نفع ونقصان کو عام کر کے اس کے نقصان دہ اشیاء سے آگاہ کر کے اس کے فتنے سے بچایا جائے۔اور اس کے علاوہ آسان نکاح کی مہم کو زور وشور سے علماء کرام کی راہنمائی میں اہل ثروت ومالدار احباب اپنے اپنے شہر وگاوں میں غریب بچیوں کی شادی کا اہتمام کریں۔

اللہ تعالی ہم سب مسلمانوں کو اسلام کے مطابق ثابت قدمی کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	36/-
چمن اسلام اول	30/-
چمن اسلام دوم	36/-
چمن اسلام سوم	40/-
چمن اسلام چہارم	40/-
چمن اسلام پنجم	50/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	232/-

مولانا محمد اسحاق بھٹی

مولانا محمد ابراہیم چکڑالوی رحمہ اللہ

(وفات: ۱۷/اگست ۱۹۱۹ء)

چکڑالہ، ضلع میاں والی کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ یہاں ایک شخص غلام نبی پیدا ہوا، جس نے دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اس نے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا اور اس نے عبداللہ چکڑالوی کے نام سے شہرت پائی۔ مولانا رحیم بخش لاہور (مصنف اسلام کی کتاب جلد اول تا جلد ۱۴) کی وفات کے بعد اسے لاہور کی چینیاں والی مسجد کا امام مقرر کیا گیا۔ پھر ایک وقت آیا کہ اس نے نبی ﷺ کی احادیث کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ مسلمانوں کو قرآن پر عمل کرنا چاہیے۔ حدیث پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو اہل قرآن کہلانا شروع کیا اور وہی اس فرقے کا بانی ہوا۔ انکار حدیث کی بنا پر اسے چینیاں والی مسجد سے نکال دیا گیا اور اس کی جگہ ۱۹۱۰ء میں حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی کو اس مسجد کی خطیب اور امام بنالیا گیا۔ عبداللہ چکڑالوی ٹانگوں سے معذور ہو گیا تھا اور وہ لکڑی کے تخت پر بیٹھا رہتا تھا۔ اس نے ۱۹۱۵ء کے پس وپیش وفات پائی۔

عبداللہ چکڑالوی کے ایک بیٹے ابراہیم تھے جو ۱۲۸۷ھ (۷۱-۱۸۷۰ء) میں بمقام چکڑالہ پیدا ہوئے۔ انھوں نے علاقہ ہزارہ کے مدارس ومساجد میں مختلف اساتذہ سے دینی تعلیم حاصل کی، لیکن ان کے اساتذہ کے اسمائے گرامی کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد دہلی کا قصد کیا اور حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی کے حلقہ درس میں شرکت کی اور ان سے سند حدیث لی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ خان گڑھ (ضلع مظفر گڑھ) آگئے۔ چند ماہ یہاں رہے۔ پھر ضلع ملتان کے ایک مقام غازی پور کے قریب ایک بستی میں چلے گئے جہاں اس نواح کی ایک برادری آباد ہے جسے ''کھاکھی'' کہا جاتا ہے اور یہی اس بستی کا نام ہے۔ یہ بستی سڑک کے بالکل قریب ہے۔ مولانا ابراہیم نے وہاں وعظ وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے لوگوں نے مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا اور اب یہ پوری بستی عمل بالحدیث کی داعی ہے۔ جو لوگ سب سے پہلے مولانا ابراہیم کی دعوت سے متاثر ہوئے ان میں حافظ عبدالرحمٰن اور احمد حسن بھی شامل تھے جو موضع کھاکھی کے نمبردار تھے۔

مولانا ابراہیم چکڑالوی کچھ عرصہ جلال پور پیروالا کی مسجد اہل حدیث مولوی جندوڈہ میں خطیب وامام رہے۔ اس وقت مولانا جندوڈہ کے مکان میں ان کی رہائش تھی۔ خطابت، امامت کا فریضہ وہ فی سبیل اللہ انجام دیتے تھے۔ اس کا کسی سے کوئی پیسہ وصول نہیں کرتے تھے۔

مولانا ابراہیم کا درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ ان کے شاگردوں میں ایک عالم دین مولانا عبدالکریم تھے جو لودھراں کے رہنے والے تھے۔ لودھراں کے حافظ محمد عیسیٰ، محمد یحییٰ اور مولانا عبدالرحمٰن حماد جو دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا کے سند یافتہ ہیں، انہی مولانا عبدالکریم مغفور کے فرزندان گرامی ہیں۔ مولانا عبدالکریم نے درسیات کی تمام کتابیں مولانا ابراہیم سے پڑھیں۔ مولانا ابراہیم کے بیٹے مولانا محمد اسماعیل تھے۔ انھوں نے بھی علوم دینیہ کی تکمیل اپنے والد مکرم سے کی۔

مولانا ابراہیم چوں کہ اپنے باپ عبداللہ چکڑالوی کے مسلک (انکارِ حدیث) کو نہیں مانتے تھے، اس لیے اس نے ان کو عاق قرار دے کر انھیں جائداد سے محروم کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ وہ جائداد میں سے اپنا حصہ لینے کے لیے لاہور (باپ کے پاس) گئے اور حدیث کے یہ الفاظ مشکوۃ شریف کے حوالے سے سنائے۔

من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیمة

(جس شخص نے اپنے وارث کا حصہ نہ دیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جنت میں سے اس کا حصہ نہیں دے گا)

عبداللہ چکڑالوی نے جواب دیا کہ میں حدیث کو نہیں مانتا۔ اگر قرآن مجید میں کہیں یہ الفاظ ہوں تو دکھاؤ۔

مولانا ابراہیم نے یہ سن کر فرمایا مجھے کبھی کبھی خیال گزرتا تھا کہ شاید میرے والد حق پر ہوں، لیکن آج ان کی بات سن کر یقین ہو گیا کہ میں حق پر ہوں، میرا باپ غلط راستے پر چل رہا ہے۔ کیوں کہ نبی ﷺ نے تیرہ سو سال پہلے ایک پیش گوئی فرمائی تھی جو لفظ بہ لفظ میرے سامنے سچ ثابت ہو رہی ہے۔ پھر انھوں نے یہ

دو حدیثیں پڑھیں:

(حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہ ہو کہ میرا حکم جو میں نے دیا یا میری نہی اسے پہنچے اور وہ تخت پر تکیہ لگائے ہوئے کہے کہ میں نہیں جانتا۔ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جو اللہ کی کتاب میں پائیں گے) (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والبیہقی)

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن اور اس کی مثل دیا گیا ہے۔ سنو! قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا آدمی تخت پر بیٹھا ہوگا۔ کہے گا اس قرآن ہی کو مانو۔ جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو۔ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کو حرام (وحلال) قرار دیا ہے، اسی طرح ہے گویا کہ اللہ نے حرام (وحلال) قرار دیا ہے)

(رواہ ابوداؤد والدارمی)

مولانا ابراہیم یہ منظر دیکھ کر اور حدیثیں سنا کر اپنے باپ سے لاتعلق ہو گئے اور واپس چلے آئے۔ مولانا ممدوح حافظ قرآن اور ماہر طبیعت تھے۔ طبابت ہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ تعلیم وتدریس اور تبلیغ وغیرہ کی خدمات فی سبیل اللہ انجام دیتے تھے۔

مولانا ابراہیم کے شاگردوں میں ایک صاحب مولانا محمد شریف تھے۔ یہ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے اور تحصیل علم کے شائق تھے۔ چنانچہ چکڑالہ میں عبداللہ چکڑالوی کے حلقہ شاگردی میں داخل ہو گئے۔ جب اس نے نئے فرقے کی بنیاد رکھی تو وہ مولوی ابراہیم کے ساتھ وہاں سے نکلے اور ضلع ملتان میں جلال پور پیروالا آ گئے۔ کچھ عرصہ انجمن حمایت اسلام (لاہور) کے مدرسے میں پڑھتے بھی رہے۔ اس زمانے میں محدث پنجاب حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کا بہت شہرہ تھا۔ محمد شریف ۱۹۰۲ء میں وزیرآباد حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان کے درس میں صحیح بخاری کا ۵۳واں دور چل رہا تھا، جس میں محمد شریف نے شرکت کی۔ ۱۹۰۳ء میں وہ درس وتدریس اور فتویٰ نویسی کی سند لے کر واپس گھر آئے۔ پھر انھوں نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ فارغ وقت تبلیغ دین کے لیے وقف کر کے اللہ کے اس فرمان پر عمل پیرا ہوئے۔

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ (الم نشرح: ۷، ۸)

(تو جب تم فارغ ہوا کرو تو (عبادت میں) محنت کیا کرو اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جایا کرو)

مولانا محمد شریف کا شمار مولانا ابراہیم چکڑالوی کے شاگردوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے ۵/جولائی ۱۹۷۰ء کو ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مولانا ابراہیم کے شاگردوں میں ایک بزرگ مولانا عبدالکریم منگلا تھے جو منگلا برادری سے تعلق رکھتے تھے اور شہر لودھراں سے جنوب مغرب میں تین میل کے فاصلے پر سکونت پذیر تھے۔ عالم وفاضل شخص تھے۔ مولانا ابراہیم چکڑالوی سے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد احمد پور شرقیہ کے مولانا عبدالحق ہاشمی سے کتب حدیث کی سند لی۔ صالح وزاہد اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ خوش اخلاق اور ملنسار مولانا محمد رفیق اثری فرماتے ہیں کہ ان کے زہد وتقویٰ کے عینی شاہد اب بھی ان کے اس علاقے میں موجود ہیں۔

مولانا محمد رفیق اثری مزید فرماتے ہیں ''راقم بچپن میں ان کی زیارت سے سرفراز ہوا۔ ان کے گھر کے قریب ہی فارسی کتابیں مدرسہ سبل السلام براتیوالا میں پڑھیں۔ سفید لباس پہننے کے عادی تھے اور منگلا برداری سے ان کا تعلق تھا۔

مولانا ابراہیم چکڑالوی کی وفات ۱۷/اگست ۱۹۱۹ء کو ہوئی۔ ان کے بیٹے مولانا محمد اسماعیل تھے جو بہت بڑے مبلغ اور نہایت متقی بزرگ تھے۔

مولانا اسماعیل نے متداولہ علوم وفنون کی تعلیم اپنے والد مکرم مولانا ابراہیم سے پائی اور ان کی وفات کے بعد دعوت وارشاد کا منصب سنبھالا۔ ان کے مواعظ حسنہ سننے اور ان سے متاثر ہونے والے لوگ جلال پور پیروالا اور لودھراں کے علاقے میں اب بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ وہ ان کی نیکی، پارسائی، زہد وعبادت اور تقویٰ شعاری کے بہت سے واقعات بیان کرتے ہیں۔ ان کا نکاح مولانا عبدالکریم منگلا کی بہن زینب بی بی سے ہوا تھا، ان کے بطن سے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ایک بیٹا لیکن بیٹا اڑھائی سال کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔

مولانا اسماعیل کی اہلیہ زینب بی بی بڑی سمجھ دار اور نیک خاتون تھیں۔ شوہر کی وفات کے بعد انھوں نے اپنی بیٹیوں کی نہایت اچھی طرح تربیت کی۔ انھیں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا اور مولانا رحیم بخش لاہوری کا مرتب کردہ سلسلہ ''اسلام کی کتاب'' کے چودہ حصے پڑھائے۔ اس زمانے میں ان کتابوں کو بہت مفید سمجھا جاتا تھا اور گھروں میں باقاعدہ یہ کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ زینب بی بی نے تینوں بیٹیوں کی شادیاں اپنے بھتیجوں سے کیں۔ ان کی اولاد میں ماشاء اللہ حفاظ قرآن اور علمائے دین پیدا ہوئے جو دارالحدیث جلال پور پیروالا اور دارالحدیث محمدیہ

لودھراں کے فیض یافتہ ہیں۔ان حضرات نے دین کی بے حد خدمت کی اور ایک خاص دائرے میں رہ کر اس خدمت میں مصروف ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل کی وفات کے بارے میں ان کے بہنوئی صوفی کریم بخش لکھتے ہیں:''برادرم مولوی محمد اسماعیل مرحوم بتاریخ ۲۳/ مارچ ۱۹۴۴ء بوقت بارہ بجے دوپہر بروز خمیس اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون

''مرحوم اتوار کے دن چاہ عبداللہ (مقام رہائش مولانا عبدالکریم رحمہ اللہ) سے روانہ ہو کر سوڈھل والا پہنچے۔وہاں لسی نوش فرمائی اور ایک گھنٹا آرام کیا۔جب بیدار ہوئے تو ہلکا سا بخار محسوس ہوا۔اسی حالت میں پاپیادہ سفر کرتے رہے۔راستے میں کہیں کہیں سو جاتے۔آخر سوموار کو دس بجے رات موضع جھانیو میں ملک غلام حیدر کے مکان پر پہنچے۔وہاں دو دن شدید بیمار رہے۔کسی سے گفتگو نہ کر سکتے تھے،البتہ پہچان تھی۔مرحوم برادرم کو سرسام اور ڈبل نمونیا ہو گیا تھا۔اس کی شدت سے بہت تکلیف رہی۔اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے برادرم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔آمین

مولانا محمد رفیق اثری تحریر فرماتے ہیں:''مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری برسوں میں اس علاقے میں فضیلۃ الشیخ مولانا سلطان محمود محدث رحمہ اللہ تدریسی سلسلہ شروع کر چکے تھے اور دعوت وارشاد کا کام دونوں اہم شخصیات کے اتفاق اور باہمی مودت ومحبت کے ساتھ جاری رہا۔

''مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ انجمن اہل حدیث جلال پور پیروالا کے رکن تھے اور بہ طور خزانچی کام کرتے رہے۔۱۹۳۸ء میں انجمن کے اجلاس میں ان کو خزانچی مقرر کیا گیا اور وفات تک وہ اس عہدے پر فائز رہے۔وہ ذمہ داران جماعت کو کام کرنے کا شوق دلاتے رہتے تھے۔اس کا اندازہ انجمن کے اجلاس کی کارروائی سے ہوتا ہے۔جماعت کی خدمت کے سلسلے میں وہ ہمیشہ مستعد رہتے اور محنت سے کام کرتے۔باقی ارکان انجمن سے بھی یہی توقع رکھتے تھے۔(۱)

(۱) مولانا ابراہیم چکڑالوی اور ان کے فرزند گرامی مولانا اسماعیل کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو،شیخ الحدیث حضرت مولانا رفیق اثری کی تصنیف''مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری'' صفحہ ۶۶ تا ۷۲ نیز دیکھئے تذکرہ علمائے پنجاب (مؤلفہ اختر راہی) جلد ا:صفحہ ۴۱ ہفت روزہ الاعتصام، یکم رجب ۱۴۱۱ھ جلد ۴۳، شمارہ نمبر ۳

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۱۷ کا)

خود پسندی اعمال کے ضیاع کا سبب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا (103) الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (الکھف:۱۰۳-۱۰۴) ترجمہ:''کہہ دیجیے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہوگئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔''

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھا کام کر رہے ہیں کیونکہ انہیں اپنے اعمال جن کے لیے انہوں نے جان توڑ کوشش کی ،بہت پسند آگیے ہیں۔علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ حکم ہر اس شخص کے لیے عام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف عمل کرتا ہے حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا عمل عنداللہ مقبول ہے۔اس طرح اس کا سوچنا غلط اور عمل مردود ہے۔

خود پسندی شرک کے دروازوں میں سے ایک دروازہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:بہت سے لوگ ریاکاری اور خود پسندی میں تعلق قائم کرتے ہیں کیونکہ ریاکاری مخلوق کو شریک کرنے کے قبیل سے ہے جبکہ خود پسندی نفس کو شریک کرنا ہے جو کہ ایک متکبر وگھمنڈی انسان کا کام ہوتا ہے۔ایک ریاکار اللہ کے فرمان ایاک نعبد کا پابند نہیں ہوتا جبکہ خود پسندی میں مبتلا شخص ایاک نستعین کی ان دیکھی کرتا ہے۔معلوم ہوا کہ جو ایاک نعبد کا پابند ہوگا وہ ریاکاری سے نکل جائے گا اور جو ایاک نستعین کی پابندی کرے گا خود پسندی وتکبر سے پاک ہو جائے گا۔(فتاویٰ کبریٰ)

خود پسندی اعمال کے بگاڑ کا سبب: امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہی:خود پسندی اور تعریف کی خواہش سے بڑھ کر اعمال کو خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں۔(فوائد)

خود پسندی غرور کو دعوت دیتی ہے: حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات جان لو کہ خود پسندی،غرور وگھمنڈ کے اسباب میں سے ہے، کیونکہ اگر کوئی کسی چیز کی بدولت پسند کیا جانے لگتا ہے تو تکبر کرنے لگتا ہے۔(غذاء الالباب)

خود پسندی کی مصیبت: امام مبرد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تواضع وخاکساری ایسی نعمت ہے جس پر کسی سے حسد نہیں کیا جا سکتا،اس کے برخلاف خود پسندی میں مبتلا شخص پر رحم نہیں کیا جا سکتا۔(آداب الصحبۃ)

☆☆☆

رپورٹ: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر

تقریبا پورے ملک سے موقر اراکین عاملہ اور ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث کی شرکت۔ملک وملت اورجماعت وانسانیت سے متعلق امور ومسائل پر غوروخوض۔امیر محترم نے اپنے افتتاحی ایمان افروز اور بصیرت افزا خطاب میں موقر اراکین اورذمہ داران صوبائی جمعیات کو خوش آمدید کہا اور ان کی شرکت پر ان کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کیا اور اسلامی فریضہ کے مطابق دعوت الی اللہ، تعلیم وتربیت، خدمت خلق، انسانی بھائی چارہ، اتحادواتفاق، قومی یکجہتی، پرامن تعایش باہمی اور رفاہی وسماجی کام انجام دینے کی اہمیت وضرورت پرزور دیا۔ اور فتنوں اور جنگ و جدل کے دور میں کتاب وسنت اور سلف صالح کے فہم و تعامل کی روشنی میں زندگی گزار نے کی تلقین کی اور کہا کہ فتنوں کے دور میں دینی بصیرت، انسانی ہمدردی اور آئینی روح کو بروئے کار لائیں اور فتنہ وفساد سے بچیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی موقر مجلس عاملہ کا یہ اہم اجلاس 3 مئی 2026ء کو اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں زیر صدارت مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا، جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے ہوئے معزز ارکان مجلس عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث نے شرکت کی۔

جس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

(1) خطاب امیر
(2) گزشتہ کاروائی کے خواندگی وتوثیق
(3) رپورٹ ناظم عمومی
(4) رپورٹ ناظم مالیات
(5) موجودہ حالات اور موجودہ لائحہ عمل پر غور وخوض
(6) دعوتی وتنظیمی مسائل پر غور وخوض
(7) اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر عمارت وآڈیٹوریم کی تکمیل وغیرہ کے سلسلے میں لائحہ عمل
(8) جمعیت کے مالی استحکام پر غور وخوض
(9) دیگر امور باجازت صدر

اجلاس کا آغاز ڈاکٹر عبدالمجید الصلاحی صاحب کیرلا کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے حسب ایجنڈا اجلاس کی کارروائی آگے بڑھائی۔

چنانچہ خطاب امیر کے تحت امیر محترم فضیلۃ الشیخ مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کا ایمان افروز اور بصیرت افزا صدارتی خطاب ہوا جس میں حمد وصلوۃ کے بعد سب سے پہلے موقر اراکین عاملہ اور ذمہ داران صوبائی جمعیات کو خوش آمدید کہا اور ان کی شرکت پر ان کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کیا اور اسلامی فریضہ کے مطابق دعوت الی اللہ، تعلیم وتربیت، خدمت خلق، انسانی بھائی چارہ، اتحادواتفاق، قومی یکجہتی، پرامن تعایش باہمی اور رفاہی وسماجی کام انجام دینے کی اہمیت وضرورت پرزور دیا۔ اور فتنوں اور جنگ وجدل کے دور میں کتاب وسنت اور سلف صالح کے فہم وتعامل کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تلقین کی اور کہا کہ فتنوں کے دور میں دینی بصیرت، انسانی ہمدردی اور آئینی روح کو بروئے کار لائیں اور فتنہ وفساد سے بچیں۔

بعدازاں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب کے ایماء پر نائب ناظم مولانا محمد علی مدنی صاحب نے گزشتہ اجلاس عاملہ کی کارروائی کی خواندگی کی، جس کی شرکائے اجلاس نے توثیق کی۔

اس کے بعد ناظم عمومی نے 5/اکتوبر 2025 سے لے کر 2/مئی 2026 تک اللہ تعالی کی توفیق و مدد، امیر محترم حفظہ اللہ کی مسلسل فکرمندی، مخلصانہ رہنمائی، شبانہ روز مساعی اور عملی جدوجہد اور ذمہ داران وراکین واحباب ومحسنین کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مختلف شعبہ جات مثلا شعبہ استقبالیہ، شعبہ دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تنظیم،

شعبہ افتاء و مجلس تحقیق علمی، مکتبہ ترجمان، میڈیا سیل، سوشل میڈیا ڈیسک، شعبہ احصائیات، شعبہ تعمیرات، شعبہ مالیات، شعبہ رفاہ عامہ، شعبہ قومی ملی امور وغیرہ کے تحت انجام دی گئی خدمات اور سرگرمیوں کی تحریری رپورٹ پیش کی، جس پر موقر اراکین نے اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔ اجلاس میں ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب نے جمعیت کے آمد وخرچ کے تفصیلی حسابات پیش کیے جس پر موقر اراکین نے اعتماد واطمینان کا اظہار کیا۔

اجلاس میں جمعیت کے مالی استحکام کے سلسلے میں بھی کافی غور وخوض ہوا اور طے پایا کہ ہر صوبائی جمعیت ماہانہ ایک مخصوص رقم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو ارسال کرے تاکہ جمعیت کے معمول کے کام بحسن وخوبی انجام پاتے رہیں۔

اسی طرح اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر عظیم الشان عمارت اور آڈیٹوریم کی تعمیر کے سلسلے میں بھی لائحہ عمل تیار ہوا اور طے پایا کہ صوبائی جمعیات مساجد میں اعلانات کو یقینی بنائیں تاکہ تعمیری کام جلد از جلد انجام تک پہنچ سکے اور اس کے ذریعہ دعوتی اور تعلیمی اور تربیتی کام کو انجام دینے میں مدد ملے۔

بعینہ اجلاس میں وفاق المدارس اہل حدیث کے قیام کے حوالے سے بھی گفتگو ہوئی اور اس سلسلے میں گزشتہ میٹنگ میں بنائی گئی کمیٹی پر زور دیا گیا کہ وفاق کے کام کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھائیں تاکہ مدارس کا تعلیمی معیار بھی بلند ہو ساتھ ہی ان کا تحفظ بھی یقینی ہو سکے. نیز مساجد مدارس اور ذیلی جمعیات سے نیز مساجد مدارس اور ذیلی جمعیات سے عصری اسکولوں کے بچوں کے لیے گرمی کی چھٹی کے ایام میں دینی ومنہجی اور اخلاقی وسماجی مسائل واقدار پر مبنی سمر کیمپ لگانے کی بھی پر زور اپیل کی گئی۔

مجلس عاملہ کے اجلاس میں ملی، جماعتی وملکی اور عالمی اہم امور ومسائل کے سلسلے میں قراردادیں اور تجاویز پیش کی گئیں جنہیں ارکان عاملہ نے اتفاق رائے سے منظور کیا۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں عقیدہ توحید کی اہمیت وافادیت، بین المذاہب مکالمہ اور احترام انسانیت کی ضرورت پر زور دینے کے ساتھ سلف کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین، مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرنے، قومی یکجہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کی تلقین کی گئی اور مہنگائی اور حکومتوں سے کالا بازاری پر قابو پانے کی اپیل کی گئی ہے۔ اسی طرح سے دہشت گردانہ حملوں کی مذمت کرنے کے ساتھ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کو کسی خاص طبقہ سے وابستہ کرنے کے بجائے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ موجودہ دور میں عصری تعلیم وتربیت کی اہمیت وضرورت پہلے سے زیادہ ہے اس لئے صاحب ثروت حضرات کو نئی نسل کی معیاری تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینے، ملک کی مختلف جیلوں میں بند نوجوانوں کے مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے اور باعزت بری ہونے والے نوجوانوں کو معاوضہ دینے کی اپیل کی گئی ہے۔ عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اے آئی موجودہ زمانہ کی ایک انتہائی ترقی یافتہ ٹکنالوجی ہے اس سے محدود دائرہ میں استفادہ کے ساتھ محتاط رہنے کی بھی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے، اوقاف کے مالکان ومتولیان سے بلاتاخیر رجسٹریشن کارروائی مکمل کرنے کی اپیل کی گئی۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں وطن سے محبت کو دین وایمان کا تقاضہ بتایا گیا اور بعض ایسے الفاظ پڑھنے کو لازم قرار دیے جانے کی بات کو عقیدہ اسلامی اور اقلیتوں کو دیئے گئے آئینی حقوق میں مداخلت کہا گیا ہے۔ مردم شماری کے موقع پر مسلمانان ہند سے مادری زبان کے کالم میں ''اردو'' اور ''مذہب'' کے کالم میں ''مسلم'' کا اندراج کرانے کی اپیل کی گئی ہے۔ ملک کے وزیر دفاع جناب راج ناتھ سنگھ کے اس بیان کہ ''دہشت گردی کا نہ کوئی ملک ہوتا ہے اور نہ مذہب ہوتا ہے، کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند شروع سے تعصب اور دہشت گردی کی مخالف اور امن وشانتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور بھائی چارہ کو فروغ اس کا مشن رہا ہے۔ ملک ہندوستان گنگا جمنی تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ کسی طبقہ کے پرسنل لا میں مداخلت کرنا غیر آئینی ہے بعض صوبہ میں یکساں سول کوڈ کا نفاذ ملک کی آئین کی روح کے خلاف ہے۔ اسی طرح سے مدارس کی موجودہ انکوائری اور مدرسہ بورڈ ختم کرنے جیسی باتوں پر نظر ثانی کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔

عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ جانی ومالی تحفظ ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ حکومتوں کی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر شہری کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے امن وشانتی کے ساتھ کھلواڑ کرنے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کریں تاکہ امن وامان کی صورت حال برقرار رہے۔ اسی طرح سے قومی انسانی حقوق کمیشن کے اپنے دائرہ اختیار کے کام کو چھوڑ کر دیگر امور میں مداخلت کرنے پر الہ آباد ہائی کورٹ کے تبصرہ کی ستائش کی ہے۔ انتخابی مراحل میں غیر پارلیمانی زبان کے استعمال پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے گنگا جمنی تہذیب کے منافی قرار دیا گیا اور امریکہ اسرائیل ایران جنگ کو عالمی فتنہ بنانے کی سازش قرار دیتے ہوئے اسے امن عالم کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے عرب سمیت مختلف ملکوں پر امریکی تنصیبات کے نام پر اسرائیل وایران کے حملوں کی بھرپور مذمت کی گئی۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں قضیہ فلسطین کو فراموش کرنے اور جنگ کے پس منظر میں فلسطین کے قضیہ کو پس پشت ڈالنے اور غزہ کے مظلومین کے معاملے کو نسیاً منسیا کردینے اور عرب دنیا کو حاشیہ پر لگانے اور دنیا میں بڑے پیمانے پر جنگ جیسی نحوست کو تھوپنے کا شاخسانہ باور کرتے ہوئے اسے جلد از جلد روکنے اور آبنائے ہرمز کو

کھولے جانے اور قضیہ فلسطین کو دوریاستی فارمولے کے تحت حل کرنے پر زور دیا گیا۔

اسی طرح سے قرار داد میں کہا گیا ہے کہ مملکت سعودی عرب مشرق وسطی میں قیام امن کی مساعی کا صحیح معنوں میں علمبردار ہے اور وہ پوری دنیا میں امن وشانتی کے قیام کے لئے ہر اعتبار سے کوشاں ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ نازک ترین حالات کے علی الرغم سعودی عرب میں عازمین حج کے لیے وسیع تر اور بے مثال انتظامات پر خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود حفظہما اللہ ورعاھما اور وہاں کے انتظامی افسران کی ستائش کی ہے۔ مجلس عاملہ نے ملک وملت کی اہم سماجی وعلمی شخصیات کے انتقال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ملک وملت کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے۔

قرارداد وتجاویز کا اصل متن یہ ہے:

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا ایمان ہے کہ عقیدہ توحید میں ساری انسانیت کی فلاح وبہبود اور امن وسعادت کا راز مضمر ہے اور اس کی اہمیت وضرورت اور معنویت ہر عصر ومصر میں مسلم ہے۔ اس لئے یہ اجلاس علماء، دعاۃ ومعلمین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلام کی روشن تعلیمات خصوصا عقیدہ توحید کو حکمت ودانائی اور مواعظ حسنہ کے ذریعے پہنچانے کی سعی بلیغ کریں تاکہ فی زمانہ اسلام اور مسلمانوں کے تئیں جو منفی رجحانات کسی وجہ سے در آئے ہیں، ان کا قلع قمع ہو ،نفرت وعداوت کا خاتمہ ہو اور مسلمانوں کے جان ومال اور عزت وناموس کا تحفظ ممکن ہوسکے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نامساعد حالات میں دعوت الی اللہ اور تعارف اسلام کے ذریعہ ہی حالات کو اسلام اور مسلمانوں کے تئیں خوشگوار بنایا تھا۔ آج کے زمانے میں بین المذاہب مکالمہ دعوت وتعارف اسلام کی ترقی یافتہ شکل ہے اور مومن کی عملی زندگی ہی دعوت کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

☆ اللہ کے نزدیک عقیدہ ومنہج وہی مقبول ہے جس پر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین اور علمائے سلف گامزن تھے اور وہ عقیدہ ومنہج مبنی بر اعتدال ووسطیت تھا جس پر آج بھی علمائے سلف گامزن ہیں۔ لیکن فی زمانہ منہج کے نام پر مختلف جہات سے جو بے اعتدالیاں سوشل میڈیا وغیرہ پر سامنے آئی ہیں اور گروہ بندی اور تعصب کا ماحول حزبیت کے ختم کرنے کے نام پر بن رہا ہے، ان سے سلفی علماء وعوام کے اندر اختلاف وانتشار کی ناگفتہ بہ صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اس صورتحال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور علماء کرام کو ناگزیر حالات میں بھی آداب اختلاف کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عامۃ المسلمین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مشترکہ ملی مصالح کے پیش نظر مسلکی ونظریاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کریں اور ہر اس اقدام سے گریز کریں جو پشیمانی، شماتت اعداء اور ملی خسارہ کا سبب بنے۔ یہ اجلاس علمائے اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسی زبان استعمال کرنے سے گریز کریں جس سے کسی کی شخصیت، عقیدہ یا مذہبی اقدام کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی ، بے روزگاری، ناخواندگی، اخلاقی بگاڑ، سماجی استحصال، کرپشن، شراب نوشی، فحاشی، منشیات کے استعمال اور جہیز کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور عوام وخواص خصوصا حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ان کے روک تھام کے لیے آگے آئیں اور مناسب اقدامات کریں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک میں قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، خیر سگالی اور پر امن تعایش باہمی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اسے ملک کی تعمیر وترقی کا موثر ذریعہ قرار دیتا ہے اور آپسی میل جول کے ساتھ رہنے بسنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس جمہوریت کے چوتھے ستون میڈیا کی اہمیت وضرورت اور معنویت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے توقع کرتا ہے کہ وہ ملک کی تعمیر وترقی اور امن وشانتی، رواداری کے فروغ اور ہر طرح کی منافرت کے خاتمہ کے لیے پر امن مساعی صرف کرے اور بعض عناصر کا وکیل صفائی بن کر کام نہ کر کے حق وانصاف کی آواز بنے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک وبیرون ملک کسی بھی طرح کے دہشت گردانہ حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کسی مجرم کو اس کے عقیدہ ومذہب سے جوڑ کر دیکھنے کے بجائے قانون کے مطابق اسے قرار واقعی سزا دے۔

☆ تعلیم وتربیت کی اہمیت وضرورت ہر زمانے میں مسلم رہی ہے اور موجودہ مادیت زدہ دور میں اس کی اہمیت وضرورت دوچند ہوگئی ہے اس لیے یہ اجلاس عامۃ المسلمین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نئی نسل کی تعلیم وتربیت کا معقول انتظام کریں تاکہ وہ خود بھی خوشحال زندگی گزار سکیں اور ملک کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی مختلف جیلوں میں محبوس مسلم نوجوانوں کے مقدمات کو جلد از جلد نپٹارے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ ایسے نوجوانوں کے مستقبل کو سنوارنے کے لیے معاوضہ دیں جن کو فاضل عدالتیں باعزت بری کر چکی ہیں۔

☆ اے آئی موجودہ زمانہ کی ایک انتہائی ترقی یافتہ ٹکنالوجی ہے۔ اس سے محدود دائرہ میں استفادہ کیا جاسکتا ہے لیکن اے آئی پر پوری طرح سے منحصر ہو جانا بہت خطرناک اور نقصاندہ بھی ہے۔ اس کے بے تحاشہ اور غیر معتدل استعمال سے علمی وسماجی حلقوں میں غلط اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ خاص طور سے اسلامیات کے مواد کے استعمال کرتے وقت بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ترجمہ اور معلومات فراہم

کرتے وقت اے آئی زیادہ تر مواقع طور پر گمراہ کن معلومات فراہم کرتا ہے اس لئے اسلامی علوم وترجمہ پر کام کرنے والوں کو کافی محتاط رہتے ہوئے اس کا استعمال کرنا چاہیے۔

☆ انگلش اور ہندی میڈیم اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کا نصاب مشکل اور کم وقت ہونے کے سبب عربی اور اردو کی تعلیم سے محروم ہوجاتے ہیں۔ مئی اور جون کے مہینہ میں گرمی کی چھٹی ہوتی ہے۔ ایسے بچوں کو اردو، عربی اور بنیادی اسلامی تعلیمات سے بھی آراستہ کرنے کے لئے تعلیمی اداروں کو حسب ضرورت واحوال سمر کیمپ لگانے سے ایسے بچوں کی کافی حد تک اسلامی تعلیم کی ضرورت پوری ہوسکتی ہے۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس تعلیمی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ ہر سال سمر کیمپ کا اہتمام کریں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اوقاف ترمیمی قانون کے مطابق وقف پورٹل پر وقف ملکیتوں کے اندراج کو لازم قرار دیتے ہوئے اوقاف کے مالکان اور متولیان سے اپیل کرتا ہے کہ اگر انہوں نے ابھی تک رجسٹریشن کا عمل مکمل نہیں کیا ہے تو بلاتاخیر ضابطہ کے مطابق اوقاف کے اندراج کا عمل مکمل کرائیں تاکہ اوقاف کا تحفظ یقینی ہوسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا اجلاس وطن سے محبت کو اپنے دین وایمان کا تقاضہ قرار دیتے ہوئے وندے ماترم کو عقیدہ توحید کے خلاف گردانتا ہے اور سرکاری اسکولوں اور سرکاری تقریبات میں قومی گیت جن گن من سے پہلے وندے ماترم کے تمام اشعار پڑھے جانے کو عقیدہ اسلامی اور اقلیتوں کو دیئے گئے آئینی حقوق میں مداخلت سے تعبیر کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی حکومت کے ذریعہ مردم شماری کے آغاز کا خیر مقدم کرتا ہے اور مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس میں کوتاہی نہ کریں اور مادری زبان کے خانہ میں ''اردو'' اور مذہب کے خانہ میں ''مسلم'' کا اندراج کریں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی وزیر دفاع راجناتھ سنگھ کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ''دہشت گردی کا نہ کوئی ملک ہوتا ہے اور نہ کوئی مذہب ہوتا ہے۔'' مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند شروع سے تعصب اور دہشت گردی کی مخالف اور امن وشانتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی وبھائی چارہ کو فروغ اس کا مشن رہا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس گجرات اور اتراکھنڈ میں یونیفارم سول کوڈ کے نفاذ کو ملک کے آئین کی روح کے خلاف قرار دیتے ہوئے مسلم پرسنل لاء میں واضح مداخلت قرار دیتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس قانون پر نظر ثانی کرے، کیوں کہ یہی ملک وملت کے مفاد اور دستور کے مطابق ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی مختلف ریاستوں میں مدارس کی مختلف حوالوں سے انکوائری اور بعض ریاستوں میں مدرسہ بورڈ کو کالعدم قرار دینے کے عمل کو غیر جمہوری اقدام قرار دیتا ہے اور متعلقہ حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اقلیتوں کو دی گئی مذہبی تعلیمی آزادی کا پاس ولحاظ رکھے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی مختلف ریاستوں میں خوں آشام تشدد کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ شہریوں کے بلاتفریق مذہب تحفظ کو یقینی بنائیں اور شرپسند عناصر کو بلاتاخیر لگام دیں تاکہ ملک امن وشانتی اور رواداری کے ماحول میں ترقی کرتا رہے۔ ساتھ ہی ایسی فلموں پر پابندی لگائیں جس سے اس طرح کے منفی رجحانات کو تقویت ملتی ہو۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے اس تبصرے کی ستائش کرتا ہے جس میں فاضل کورٹ نے این ایچ آر سی کے بارے میں کہا کہ مسلمانوں کے مسائل، ماب لنچنگ اور قتل کے معاملات پر ادارہ خاموش رہتا ہے اور مدارس کی انکوائری جو اس کے دائرے اختیار میں نہ بھی ہو تو بھی ترجیحی طور پر مداخلت کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا اجلاس حالیہ صوبائی انتخابات کے دوران سیاسی رہنماؤں کے ذریعے اپنے مخالفین کے خلاف غیر پارلیمانی اور نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اسے ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور مثالی ضابطہ اخلاق کے سراسر منافی گردانتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس امریکہ اسرائیل اور ایران جنگ پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اسے جنگ کے بجائے عالمی فتنہ بنانے کی سازش محسوس کرتا ہے اور اسے امن عالم کیلئے عظیم خطرہ قرار دیتا ہے۔ خاص طور سے مشرق وسطیٰ میں مملکت سعودی عرب سمیت مختلف ملکوں پر امریکی تنصیبات کے نام پر تجارتی وصنعتی مراکز پر مبینہ ایرانی واسرائیلی حملوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور مملکت سعودی عرب سمیت متاثرہ ممالک کے صبر وضبط اور عزم اور حوصلہ حکمت وحلم، اتحاد نیز امریکی اسرائیلی اور ایرانی عزائم کو کمال حکمت ودانائی سے ناکام بنادینے کی بھرپور ستائش کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عالمی سطح پر خصوصاً مغربی ایشیائی ممالک پر مرتب ہوئے جنگ کے فوری اثرات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے آبنائے ہرمز کو بذریعہ سفارت سابقہ حالت پر بحال کرنے کی عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے اور اقوام متحدہ سے اپنا کردار ادا کرنے کی گزارش کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حالیہ جنگ کے تناظر میں قضیہ فلسطین کو نسیاً منسیا

کیے جانے پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عالمی برادری اپیل کرتا ہے کہ وہ قضیہ فلسطین کو دو ریاستی فارمولے کے تحت حل کرنے کو یقینی بنائیں، نیز یہ اجلاس سعودی عرب کے ذریعے فلسطینیوں کی مسلسل اور دیرینہ مستقل وعاجل مادی ومعنوی امداد کی ستائش کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا اجلاس سعودی عرب کی میزبانی میں منعقدہ خلیج تعاون کونسل کے ۱۹ویں مشاورتی اجلاس کی ستائش کرتا ہے جس میں خلیجی رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ کسی بھی خلیجی ملک پر حملہ اب تمام رکن ممالک پر حملہ تصور کیا جائے گا۔اس اجلاس نے عالم اسلام کے اس یقین کو تقویت پہنچائی ہے کہ مملکت سعودی عرب ہی مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی مساعی کا تحفظ کرنے کا اہل ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا اجلاس موجودہ نازک ترین حالات کے علی الرغم مملکت سعودی عرب میں عازمین حج کے لیے وسیع تر اور بے مثال انتظامات پر خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود حفظہما اللہ ورعاہما اور وہاں کے انتظامی افسران کی ستائش کرتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا اجلاس قدیم دینی درسگاہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو کے ناظم اعلی معروف عالمِ دین مولانا مظہر احسن ازہری صاحب ساکن ڈومن پورہ پچھّم، مئوناتھ بھنجن، صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر کے امیر جناب ڈاکٹر عبداللطیف الکندی صاحب کی والدہ ماجدہ، مئو کے مشہور تاجر سماجی ورفاہی شخصیت حاجی عبدالرحمٰن مرحوم ایس او ساڑی مئو کی صاحب زادی، مولانا عبیداللہ فیضی ایس او کی بہن اور فیض الرحمٰن کی اہلیہ آسیہ خاتون، ضلعی جمعیت اہل حدیث بنارس کے امیر فضیلۃ الشیخ مولانا احسن جمیل مدنی صاحب کی اہلیہ محترمہ، جامع مسجد دہلی کے شاہی امام جناب سید احمد بخاری صاحب کی اہلیہ محترمہ، معروف دینی دانشگاہ جامعہ ابوہریرہ الا سلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد یوپی کے موقر استاد، جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس کے سابق مدرس اور ماہنامہ محدث بنارس کے سابق ایڈیٹر مشہور اہل قلم، صاحب دیوان شاعر اور کامیاب خطیب استاذ الاساتذہ مولانا عبدالوہاب حجازی صاحب کی اہلیہ محترمہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے موقر رکن عاملہ اور بھدوہی کی معروف دینی وسماجی شخصیت الحاج عبدالوکیل صاحب کے چھوٹے بھائی اور مولانا فیصل سلفی کے والد ماجد الحاج تبارک علی صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے قائم مقام امیر الحاج وکیل پرویز صاحب صاحب کے سگے بھتیجے اور ضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور کے نائب امیر محمد افسر صاحب کے بھائی محمد شفیق مظہر بن عبدالجلیل شاذ صاحب انچارج ڈاکٹر ذاکر حسین کالج ناگپور، صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے سابق ناظم اور قرآن کریم کے گرومکھی مترجم جناب عارف حلیم صاحب، جماعت اہل حدیث کے فعال رکن اور جمعیت اہل حدیث راجستھان کے نائب امیر جناب نسیم خاں صاحب ساکن بانسواڑہ، معروف دینی درسگاہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو، یوپی کے استاد، معروف عالم دین ،صاحب قلم اور شاعر وادیب مولانا شفیق احمد ندوی صاحب کی والدہ ماجدہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا محمد رئیس الاعظم فیضی صاحب کی والدہ ماجدہ، صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے امیر مولانا فضل الرحمٰن عمری صاحب کے والد گرامی جناب نذیر الرحمٰن قریشی صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب ناظم اور صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے امیر مولانا محمد علی مدنی صاحب کے بڑے بھائی اور امیر محترم کے فارسی کے استاذ مولانا حیدر علی فیضی صاحب، روزنامہ سیاسی تقدیر اردو وہندی کے ایڈیٹر جناب محمد مستقیم خان صاحب کی والدہ ماجدہ، مسجد ابوبکر صدیق کھجوری نئی دہلی کے سکریٹری جناب محمد محبوب صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا ضیاء الحق فیضی صاحب کی والدہ ماجدہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن شوری اور جمعیت وجماعت کے سرگرم ساتھی جناب غیاث الدین صاحب، پٹنہ کے عظیم روایتی اہل حدیث خانوادے کے چشم و چراغ اور معروف جماعتی وملی اور سیاسی شخصیت جناب شکیل الزمان انصاری صاحب سابق وزیر حکومت بہار کے اکلوتے صاحبزادے عزیزم ناصر، معروف دینی دانش گاہ جامعہ اسلامیہ سنابل نئی دہلی کے قدیم استاد مولانا عبدالحکیم سلفی صاحب، جماعت کی بزرگ شخصیت جناب محمد نسیم خلیلی صاحب آگرہ، عالم دین مولانا نذرالابرار مدنی صاحب کے چھوٹے بھائی جواں سال مولانا خیرالانام مدنی صاحب، امیر محترم کے استاذ مولانا شفیق سلفی مظفر پور، مولانا طہٰ سعید خالد مدنی صاحب کی جواں سال بچی، کانگریس پارٹی کے قومی سکریٹری جناب توقیر عالم سلفی کے والد محترم، سابق وزیر حکومت بہار جناب مولانا منصور عالم سلفی، پاکوڑ جھارکھنڈ کے مفتی عبدالعزیز حقانی رحمہ اللہ کے جواں سال بڑے صاحبزادے معروف عالم دین مولانا اسلم حقانی وغیرہ کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے اسے ملک وملت کا بڑا خسارہ قرار دیتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، سیئات سے درگزر کرے، خدمات کو قبول کرے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے، ملک وملت اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

مولانا اختر سہیم فیضی (امام وخطیب مسجد محمدیہ ہبلی کرناٹک)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی
دینی، تعلیمی، تنظیمی اور رفاہی سرگرمیاں قابل ستائش

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر، فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی السّلفی حفظہ اللہ عصرِ حاضر کی ان ممتاز دینی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے علم وعمل، قیادت وبصیرت، اور اخلاص ومحنت کا حسین امتزاج پیش کیا ہے۔ آپ ایک متحرک، فعال اور دور اندیش قائد ہیں، جن کی قیادت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نہ صرف منظّم انداز میں آگے بڑھ رہی ہے بلکہ دینی، تعلیمی اور رفاہی میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے۔

آپ کی علمی شخصیت نہایت ہمہ جہت ہے۔ آپ عربی، فارسی اور اردو زبان و ادب پر گہری دسترس رکھتے ہیں۔ فنِ حدیث، تفسیر اور فقہ میں آپ کا مقام مسلم ہے، اور آپ کی علمی گہرائی کا اندازہ اُن علماء سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جنہوں نے مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس میں آپ سے کسبِ فیض کیا ہے۔ آپ کو جماعت اہل حدیث کی تاریخ اور سلف صالحین کی زندگیاں ازبر ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کے خطابات میں کتاب وسنت کی روشنی اور سلف کے نقوش نمایاں طور پر جھلکتے ہیں۔

آپ کی قیادت کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ نے جمعیت کے نظم ونسق کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ ناظم سے امیر بننے تک کا آپ کا سفر محض ایک عہدے کی تبدیلی نہیں بلکہ ایک مسلسل جدوجہد اور خدمت کا تسلسل ہے۔ صوبائی، ضلعی، مقامی اور شہری سطح پر جمعیات کی تشکیل نے جماعت کو ایک مضبوط ڈھانچہ فراہم کیا ہے، جس کے ذریعے دینی کاموں کو منظّم انداز میں آگے بڑھانے کا ایک مؤثر پلیٹ فارم میسر آیا ہے۔

شیخ محترم کی محنت کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے دیہات اور دور دراز علاقوں تک سفر کر کے جمعیت کے پیغام کو پہنچایا اور وہاں تنظیمی ڈھانچہ قائم کیا۔ آپ کی ملنساری، خندہ پیشانی اور اخلاقِ حسنہ نے لوگوں کے دلوں کو جوڑا اور جماعت کو مضبوط کیا۔ آپ واقعی اوصافِ جمیلہ اور خصائلِ حمیدہ کے حامل ایک مثالی قائد ہیں۔

آپ ایک کامیاب صاحب قلم ہیں اللہ تعالیٰ نے قلمی استعداد سے بھی آپ کو نوازا ہے تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے آپ کی نگرانی میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ متعدد کتب شائع ہو کر عوام وخواص کے لیے نافع ثابت ہو رہی ہیں۔ اسی طرح پندرہ روزہ جریدہ "ترجمان"، ماہانہ "اصلاحِ سماج" (ہندی) اور انگریزی میگزین "The Simple Truth" باقاعدگی سے شائع ہو کر ملک کے مختلف حصوں تک پہنچ رہے ہیں، جو فکری واصلاحی رہنمائی کا اہم ذریعہ ہیں۔

تعلیمی میدان میں "المعہد العالی" کا قیام ایک قابلِ ذکر کارنامہ ہے، جہاں ہر سال مختلف مدارس کے فارغین تخصص حاصل کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے مسابقے کا انعقاد بھی ایک عظیم دینی خدمت ہے، جو نئی نسل میں قرآن سے تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔

رفاہی خدمات کے میدان میں بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ ملک کے کسی بھی حصے میں جب کوئی آفت آتی ہے تو جمعیت فوری طور پر امدادی سرگرمیوں میں حصہ لے کر متاثرین کی مدد کرتی ہے، جو اس کے زندہ اور بیدار ہونے کی واضح دلیل ہے۔

بلاشبہ، شیخ اصغر علی امام مہدی السّلفی حفظہ اللہ ایک ذہین، لائق، دور اندیش اور مخلص قائد ہیں، جو دین کی خدمت اور جماعت کی ترقی کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ ایسے دور میں جب افواہیں پھیلانا اور خدمات کا انکار کرنا عام ہو چکا ہے، کسی کی خوبیوں کو تسلیم کرنا ایک مشکل امر بن گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمعیت اس وقت ایک مضبوط اور قابل ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو ہر قسم کے فتنوں اور حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے، اور شیخ محترم کو مزید توفیق دے کہ وہ اسی اخلاص اور حکمت کے ساتھ دین کی خدمت انجام دیتے رہیں۔ آمین۔

☆☆☆

مدرسہ محمدیہ ویشالی میں اصلاحی جلسہ عام بحسن و خوبی اختتام پذیر: 23 مئی 2026 بروز سنیچر ایک دینی واصلاحی اجلاس عام مدرسہ محمدیہ مروت پور مہنار ویشالی کے گراونڈ میں منعقد ہوا مغرب تا عشاء مدرسہ محمدیہ کے طلباء نے اردو ہندی اور انگلش عربی زبان میں اپنی تقریر پیش کی عشاء کی نماز کے بعد باقاعدہ اجلاس کا آغاز حافظ عبدالرحمٰن شمسی متعلم مدرسہ محمدیہ مروت پور، مہنار کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد حافظ ابوالحسن متعلم جامعہ سلفیہ، بنارس اور حافظ محمد دانش نے نہایت ہی بہترین انداز میں حمد ونعت اور حافظ ذکوان نے نظم پیش کی۔ اجلاس کی صدارت مولانا اصغر علی امام مہدی السّلفی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند نے فرمائی، جبکہ بحیثیتِ مہمانِ خصوصی انجینئر اسماعیل خرم صاحب ناظم صوبائی جمعیت اہلحدیث بہار نے شرکت کی۔

اس موقع پر مدرسہ کے 4 خوش نصیب حفاظِ کرام محمد دانش بن محمد عالم سپاہی ٹولہ، ویشالی، محمد وقاص بن ابو طالب جہان آباد، محمد کیف بن محمد نیاز مراد آباد ویشالی، عبد الواجد بن عبدالقدوس مراد آباد، ویشالی کی دستارِ بندی کی گئی۔ امیرِ محترم مولانا اصغر علی امام مہدی السّلفی نے اپنے صدارتی خطاب میں فارغ التحصیل بچوں، ان کے والدین اور اساتذہ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کی نیز علماء صادقپور کی قربانیوں اور عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے عید الاضحیٰ کو امن وشانتی کے ساتھ منانے کی اپیل کی۔ مہمانانِ خصوصی انجینئر اسماعیل خرم ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار نے بھی مدرسہ کی تعلیمی خدمات کو خوب سراہا اور مولانا محمد علی مدنی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار نے فضائل قرآن مجید پر قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل گفتگو کی۔ مولانا علی آزاد مدنی نے اولاد کی تربیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی اس عظیم دولت کی مناسبت سے سوال کرے گا کہ ہم نے اولاد کی تربیت کس انداز سے کی۔ مولانا معروف سلفی امام وخطیب مغربی بنگال نے اسوہ ابراہیمی کو بہت انوکھے انداز میں پیش کیا۔ مولانا ظفر عالم مدنی نے کہا کہ پوری دنیا میں ہماری رسوائی کا سبب قرآن کریم سے دوری ہے۔ مولانا توصیف مدنی استاد دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ نے بھی اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے جس کی ایک ایک حرف پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر فہد الاسلام سلفی اسلامک ریسرچ آرگنائزیشن پٹنہ نے عورتوں کے مقام ومرتبہ کو بیان کیا۔ پروگرام میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے پروگرام کے حسن انتظام کو تمام لوگوں نے سراہا آخر میں ناظم اجلاس مولانا سیف الاسلام سلفی نے عوام، خواص وعلماء کرام کے شکریہ کے ساتھ اختتام مجلس کا اعلان کیا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کے نائب ناظم اور الجامعہ الاسلامیہ السلفیہ عبداللہ پور صاحب گنج کے استاد معروف عالم دین مولانا شمس الحق سلفی صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال پُرملال:

یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کے نائب ناظم اور الجامعہ الاسلامیہ السّلفیہ عبداللہ پور صاحب گنج کے استاد معروف عالم دین مولانا شمس الحق سلفی صاحب کی والدہ ماجدہ اور جامعہ شمس الہدی دلال پور جھارکھنڈ کے اللہ ترس اور بزرگ استاد شیخ الحدیث مولانا عبدالحنان جلال پوری رحمہ اللہ کی چھوٹی صاحبزادی کا آج بتاریخ 14 / جون 2026ء بوقت ساڑھے پانچ بجے شام بعمر تقریبا 85 / سال انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک، خلیق وملنسار، پابند صوم وصلوٰۃ اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے بچوں کی بہترین دینی تربیت کی۔ ادھر تقریبا دو ماہ سے شدید علیل تھیں۔ صلاۃ جنازہ دوسرے دن آٹھ بجے صبح عبداللہ پور، صاحب گنج، جھارکھنڈ میں ادا کی گئی۔ پسماندگان میں مولانا شمس الحق سلفی صاحب سمیت تین بیٹے محمد فرید صاحب، مزمل حق صاحب، پانچ بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے اور نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے, پسماندگان و متعلقین خصوصا مولانا شمس الحق سلفی صاحب کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ (شریک غم ودعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

جماعتی خبریں

دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، بہار کی نئی درس گاہ وغیرہ عمارتوں کی تقریب سنگ بنیاد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم کی شرکت اور صدارتی خطاب: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ نے بتاریخ 07 / جون 2026ء ہندوستان کی قدیم ترین دینی دانشگاہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کی جدید درس گاہ وغیرہ عمارتوں کی تقریب سنگ بنیاد میں شرکت کی اور اس مناسبت سے دارالعلوم کی جامع مسجد میں منعقد مشاورتی نشست میں بحیثیت صدر مجلس ذمہ داران واساتذہ، ابنائے سلفیہ اور علاقے کے معززین وحاضرین سے خطاب فرمایا اور علم کی اہمیت وافادیت، جنگ آزادی میں علماء اور مدارس کے کردار اور دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کی سنہری تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی، خصوصاً مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، ڈاکٹر سید فرید اور ان کے خانوادے، علاقہ کے ان معززین ومرحومین کی قربانیوں کا ذکر کیا جنہوں نے اس کی تاسیس کے وقت بحیثیت مؤسس، مدرس، معاون قدمے سخنے دامے درمے بھرپور ساتھ دیا تھا۔ امیر محترم نے اپنے خطاب میں مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی تاسیس وتوسیع میں اکابرین دارالعلوم کا بطور خاص تذکرہ کیا۔

واضح رہے کہ اس تاریخی موقع پر ابنائے سلفیہ، ودیگر مخیّرین وحاضرین نے اس سنگ بنیاد کے موقع سے اپنا بھرپور تعاون پیش کیا جن کے آباواجداد نے دارالعلوم کی اولین تاسیس کے وقت ذمہ داروں کا ہر طرح سے بھرپور ساتھ دیا تھا۔ جس میں دربھنگہ، مدھوبنی، مظفر پور، سیتامڑھی، چمپارن، شیوہر ویشالی وغیرہ اضلاع کے نام سرفہرست تھے۔ فضلائے دارالعلوم کے ساتھ ساتھ سارے حاضرین کے اندر بے انتہا جوش وخروش، ایثار وقربانی کا جذبہ اور تعاون واحترام کا خوش کن ماحول قابل دید تھا۔ خصوصا فرید ہاؤس احفاد ڈاکٹر سید عبدالحفیظ اور ابنائے ڈاکٹر سید عبدالعزیز اور ڈاکٹر سید عبدالحکیم، ڈاکٹر سید عبدالحلیم رحمہم اللہ پورے خانوادہ کی سخاوت وفیاضی سب کو مہمیز دے رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ سب کے تعاون کو قبول فرمائے۔ خطاب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور نماز ظہر کے بعد سنگ بنیاد امیر محترم سمیت سبھوں کے بدست رکھنے کی سعادت حاصل کی گئی اور تعمیراتی منصوبہ کی بحسن وخوبی تکمیل اور قبولیت اور نفع عام کے لئے امیر محترم نے رقت آمیز دعا کی۔

اس موقع پر شیخ محمد خورشید عالم صاحب مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار نے کلیدی خطبہ دیا جبکہ نظامت مولانا شکیل احمد سلفی صاحب نے کی اور نظامت میں معاونت مولانا بدر عالم سلفی صاحب استاذ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ نے کی۔ خطبہ استقبالیہ اور پروجیکٹ کا تعارف جناب انجینئر سید اسماعیل خرم ناظم اعلی دارالعلوم احمدیہ سلفیہ نے پیش کیا۔ اور معروف معالج ڈاکٹر یوسف فیصل صاحب تمام امور میں پیش پیش رہے۔ اس مناسبت سے مولانا منظر احسن سلفی صاحب سکریٹری ابنائے سلفیہ، مولانا قمر سبحانی وغیرہ نے بھی اظہار خیال فرمایا۔

اس تاریخی موقع پر ابنائے سلفیہ اور معززین ومحسنین دارالعلوم میں سے جن حضرات نے شرکت کی ان میں مولانا محمد اشرف سلفی صاحب پرنسپل دارالعلوم، مولانا وکیل احمد سلفی صاحب، مولانا امانت اللہ سلفی صاحب، مولانا امر اللہ سلفی صاحب، مولانا محمد عرفان سلفی صاحب، مولانا عبدالقدیر ندوی صاحب، مولانا توصیف مدنی صاحب وغیرہ اساتذہ دارالعلوم اور علاقے کے معززین مولانا مشتاق احمد سلفی صاحب، محمد فاروق صاحب بن مولانا ابوبکر سلفی، مولانا انور کمال سلفی صاحب، اویس صاحب رحیم آبادی، سعید الظفر صاحب نظر، ڈاکٹر فیروز صاحب مع برادران سمیلا، امتیاز اختر صاحب ڈھاکہ، مولانا محمد اسلام سلفی صاحب، ارشد فرید صاحب، شاہد حسنین صاحب، مولانا ابو ہریرہ سلفی صاحب، مولانا ذکی احمد مدنی صاحب، مولانا ڈاکٹر زبیر سلفی صاحب، مولانا شکیل عمری صاحب، مولانا خالد مدنی صاحب، مولانا کلیم اللہ سلفی صاحب، عاصم صاحب دیورا بندھولی، مولانا نورالاسلام سلفی صاحب، ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب، ڈاکٹر محمد حنظلہ تیمی صاحب، حافظ خالد سیفی، ڈاکٹر محمد آدم صاحب، ڈاکٹر ظل الرحمٰن تیمی صاحب، مولانا اشفاق احمد ریاضی صاحب، مولانا محمد صابر ریاضی صاحب، مولانا انظار الاسلام صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاءالدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 26 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 10 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

"Registered with the Registrar of Newspapers for India"

JARIDA TARJUMAN

(FORTNIGHTLY)

AHL-E-HADEES MANZIL, 4116, URDU BAZAR,
JAMA MASJID, DELHI - 110006
PH. : 011 - 23273407, TELEFAX : 23246613

R.N.I. No-39374/80
REGD. DL(DG-11)/8064/2023-25
Licenced to Post Without
Pre-payment in
LPC, Delhi RMS Delhi-110006
Under U (C) - 277/2023-25

June 16-30-2026

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم وغیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُرزور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرماکر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ و روغن کا سامان یا قیمت مہیا کراکے تعاون فرمائیں اور مال و اولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Paytm UPI

9899152690@ptaxis

ڈرافت یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

منجانب: **اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند**

Total Pages 32

Printed & Published by Mohammad Tahir, on behalf of Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind, and printed at M.S. Printers, A-145, Gali No.8, Chauhan Banghar, Seelampur and published from Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-110006.
Editor. Md Khurshid Alam